مظہرِ مفتیٔ اعظم

عکس و شخص

ترتیب

محمد قمر الزماں مصباحی ایم اے
لیکچرار یونانی میڈیکل کالج، رائے پور

حسبِ فرمائش

الحاج محمد ابراہیم رضوی برہانی

ناشر
مدرسہ عطائے مصطفیٰ، بسنہ (سی جی)

www.muftiakhtarrazakhan.com



وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرہ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 334 3247192 /makhtarraza1011

مظہرِ مفتیٔ اعظم

عکس و شخص

ترتیب

محمد قمر الزماں مصباحی، ایم۔اے

حسب فرمائش

الحاج محمد ابراہیم رضوی برہانی

ناشر

مدرسہ عطائے رضا، بسنہ (سی جی)

نام کتاب	:	مظہر مفتیٔ اعظم — عکس و شخص
مرتب	:	محمد قمر الزماں مصباحی، ایم۔اے
پروف ریڈر	:	محمد حسّان رضا قادری، محمد سلمان رضا غوثی
سن اشاعت	:	۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء
قیمت	:	-/15 (پندرہ روپے)
صفحات	:	۷۲
باہتمام	:	حافظ مشکور احمد اشرفی صاحب

برائے ایصال ثواب

محترم الحاج عبد الستار امجدی مرحوم

و

عطیہ بانو مرحومہ بنت محمد ابراہیم برہانی، بسنہ، (سی جی)

Laser typesetted at Frontech Graphics
Abdul Tawwab 9818303136

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک جھلک

عنوان حکایت	صفحہ	عنوان حکایت	صفحہ
انتساب	۴	عقد مسنون	۳۶
نذر عقیدت	۵	اولاد و امجاد	۳۶
حرف پیش	۶	صدر العلما اور تقویٰ	۳۷
سراپا	۱۱	صدر العلما اور چند کرامتیں	۴۲
خاندان	۱۳	صدر العلما اور جہان دین و دانش	۴۳
ولادت	۲۱	صدر العلما اور سادگی	۴۸
تعلیم و تربیت	۲۱	تبلیغی دورے	۵۱
پاکستان کا سفر	۲۲	حج و زیارت	۵۱
پاکستان کے چند اہم رفقاء	۲۳	شاعری	۵۱
اساتذۂ کرام	۲۵	منتخب کلام	۵۵
آغاز تدریس	۳۳	منقبت در شان امام عالی مقام رضی اللہ عنہ	۶۶
تلامذہ	۳۵	وصال پر ملال	۶۷
بیعت و خلافت	۳۶	آخری آرام گاہ	۶۷

انتساب

حضرت ممدوح کے خلیفہ وجانشین محترم المقام، واجب الاحترام
حضرت مولانا محمد حسان رضا قادری مدظلہ العالی کے

نام

جن کا سایہ پروردگار عالم تادیر سنیت کے سروں پر قائم رکھے

اور

اپنے والد کا سچا وارث بنائے۔ آمین ثم آمین

خاکپائے مظہر مفتی اعظم
محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری

نذرِ عقیدت

استاذِ محترم، نازشِ فکر و علم، حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری کے

قدموں پر

زندگی کی ہر سانس قربان ہے جن کی علمی اور فکری تربیت نے یہ

شعور بخشا۔ مولائے کریم آپ کے علمی فیضان کو دنیا جہان میں

عام فرمائے۔

کرم کا امیدوار

محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف پیشیں

اپنے بزرگوں کے فیضان واحسان کا تذکرہ کرنا، ان کی یادوں کے چراغ سے طاق زندگی کو جگمگائے رکھنا، ان کی علمی، فکری اور دینی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش کرنا، ان کے کاروانِ حیات سے اڑتی ہوئی گرد کو سمیٹنا اور اسے غازہ بنا کر چہرے پر ملنا ایک زندہ، مخلص اور وفا پیشہ قوم کی پہچان رہی ہے۔

صدر العلما مظہرِ مفتیٔ اعظم حضرت علامہ تحسین رضا قادری قدس سرہ کی شخصیت جہاں دینِ دانش میں محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ نے اس چمنستان رضویت میں پرورش پائی جس کا ہر ذرہ فضل و کرامت، شرافت و نجابت، علمی لیاقت، شعری عظمت وندرت، فقہی بصیرت، فقہ وحدیث، زہد وتقویٰ اور اصلاح وتذکیر کی خوشبو سے رچا بسا ہے، جن کے علمی فیضان اور عشق وعرفان کا بادل پوری دنیائے سنیت پر جھوم جھوم کر برس رہا ہے۔ آپ کا شجرۂ نسب اور شجرۂ علمی اس مقدس خاندان سے ملتا ہے جس نے بدعقیدگی وگمرہی کے تیز وتند جھونکوں میں بھی ارشاد وہدایت کا چراغ بجھنے نہیں دیا۔ آج جن چراغوں سے عشق رسول کا اجالا پھوٹ رہا ہے اور محبت مصطفیٰ کی شعاعیں برس رہی ہیں اس میں آپ کے بزرگوں کا لہو شامل ہے۔ خود آپ کا علمی قد اتنا اونچا ہے کہ آپ کے تلامذہ میں محدث، مفسر، فقیہ، شاعر، ادیب، نقاد اور خانقاہ کے سجادہ نشیں شامل ہیں مگر اس

قدر ہمہ جہت اور آفاقی شخصیت ہونے کے باوجود نہ خاندانی وجاہت کا غرہ، نہ علمی طنطنہ کا زعم، نہ فکری عظمتوں کا غرور۔ آپ کی پوری زندگی کسر نفسی، منکسر المزاجی اور سادگی سے عبارت تھی۔ شہرت سے نفور، ناموری سے دور اور "پدرم سلطان بود" کے نعروں سے بے زار، اخلاق اتنا اچھا کہ جو ایک بار دیکھ لے نقد دل ہار بیٹھے، کردار اتنا خوبصورت کہ دیکھنے کے بعد مفتی اعظم سرکار کی سیرت یاد آجائے، گفتار میں رچاؤ، قول وعمل میں یکسانیت اور پوری زندگی اخلاص وایثار کی تجلی سے روشن۔

آپ نے ہمیشہ شاہی پر فقیری، شہرت پر گمنامی، حرص وطمع پر صبر وتوکل اور سروری پر بوریہ نشینی کو ترجیح دی۔ اسلامی جذبے سے سرشار، مذہبی کرب سے آراستہ بے غرض اور بے نفس ہو کر تا دم حیات اسلام وسنت، دین وشریعت اور علوم مصطفیٰ کی خدمت میں دیوانہ وار جٹے رہے۔ دور دراز کا سفر طے کرنے کے بعد بھی تازہ دم، نہ تھکن کا احساس، نہ تکلیف کا شکوہ، نہ کرب کا اظہار نہ پریشانی کا گلہ، ضرورت مندوں کے لیے ہر آن، ہر لحہ ان کے گھر کا دروازہ کھلا رہتا۔ خدمت خلق کا یہی وہ جذبہ پرخلوص اور انسانی رواداری کی پرسوز تحریک تھی جس نے ہمیشہ آپ کو بے قرار ومضطرب رکھا۔

آج جب کہ ہر طرف مادیت کے جلوے نظر آ رہے ہیں اور اکثریت ان کی ہے جو ان جلوؤں میں گم ہیں مگر سلام ہو گلشن رضویہ کے اس گل سرسبد پر جس کے دامن زندگی پر حرص وہوس، حب مال، جاہ طلبی اور نفس پرستی کا کوئی داغ دھبہ نہیں بلکہ اس شان بے نیازی کے ساتھ زندگی گزاری کہ:

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

آپ کے افق حیات سے جو صبح روشن ہے اس سے اسلامی اقدار، شرعی پاکیزگی اور طہارت کردار کا اجالا پھوٹ رہا ہے۔ دین و دانش کا مجمع ہو یا عقیدتمندوں کا ہجوم یارانِ طریقت کی بزم ہو یا علما کی محفل، ہر جگہ یکساں دکھائی دیتے ہیں۔ دور دور تک تصنع اور بناوٹ کا نام و نشان نہیں۔ گفتگو میں شبنمی طراوت، لہجے میں ٹھہراؤ، انداز بیان نہایت سادہ اور دل نشیں، رفتار میں عالمانہ وقار اور فکر میں بلندی، یہ ساری خوبیاں آپ کی ذات سے ایسے ہی وابستہ تھیں جیسے پھولوں کے ساتھ نکہت اور آفتاب کے ساتھ طلعت۔

آپ کے وصال کو تین سال سے زائد بیت گئے مگر آپ کی گلاب سی باتیں آج بھی روح کے آنگن کو مہکا رہی ہیں۔ آپ کی محبتوں کے چراغ کی لو یونہی تیز ہے، آپ کے حسن اخلاق اور جمال سیرت کے درخشاں نقوش عشق و عقیدت کے ایوان میں آج بھی تازہ بہ تازہ ہیں۔ اس دور قحط الرجال میں آپ کی ذات اپنے بزرگوں کے حسن عمل کا نمونہ، زہد و تقویٰ کا صاف و شفاف آئینہ، بزم تصوف کی آبرو، احسان و سلوک کا پرجوش نمائندہ، بیمار روحوں کا مسیحا اور مظہرِ مفتی اعظم تھی:

کس صبح کے مشتاق کا ماتم ہے کہ فانی روتی ہے سحر مل کے گلے شمع سحر سے

قابل مبارک باد ہیں حضرت مولانا محمد اجمل رضا قادری (پاکستان) جنہوں نے آپ کی حیاتِ ظاہری میں ۶۴ صفحات پر مشتمل ایک کتاب ترتیب دی اور پھر برادر دینی حضرت مولانا حنیف صاحب رضوی زید مجدہ، مرتب ”جامع الاحادیث“ نے حضرت کے عرس چہلم کے موقع سے ”تجلیات رضا“ کا نہایت ضخیم محدث بریلوی نمبر شائع کیا۔ کم وقتوں میں مولانا کا یہ کارنامہ بہت عظیم و جلیل

ہے جس میں حضرت اقدس کے بہت سارے نقوش اور ان کی حیات و کائنات کے بہت سارے گوشے محفوظ ہو گئے ہیں۔ تاہم آپ کی تابندہ حیات کے بہت سارے اہم عناوین اب بھی منتشر ہیں جسے سمیٹ کر دین و دانش کی منڈی میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کام فرد واحد کا نہیں بلکہ پوری اکیڈمی کا ہے۔ ظاہر ہے کہ جن کی دینی خدمات کا دائرہ نصف صدی پر محیط ہو اور جو تنہا اپنی ذات میں ایک انجمن، ایک تحریک اور ایک عہد کی پہچان ہو اس ہمالیائی شخصیت سے نور کشید کرنا کسی ایک شخص کا کام نہیں۔ پورے ٹیم ورک کا ہونا ضروری ہے۔ مجھے بے پناہ خوشی ہو رہی ہے کہ ایک عارف حق، ولی کامل اور عابد شب زندہ دار کی نکھری صبح اور چمکتی سیرت کی مختصر جھلک پیش کرنے کی یہ سعادت میرے مقدر میں آئی۔ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا۔ تاہم اتنا ضرور ہے کہ ایک عالم باعمل اور زندہ ولی کا تذکرہ کر کے میں نے اپنی نجات کی راہ یقیناً نکال لی ہے۔ خدائے لم یزل سے دعا ہے کہ میری اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے اور ان کی روحانی برکات سے ہمارے پورے خاندان کو مالا مال کرے۔ آمین ثم آمین۔

بڑی ناشکری ہوگی کہ اگر میں محترم الحاج محمد ابراہیم رضوی برہانی کا ذکر نہ کروں جن کے تعاون سے یہ کتاب شائع ہوئی۔ پروردگار عالم ان کی تجارت میں برکتیں عطا فرمائے اور جملہ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عزیز گرامی مولانا حافظ نظام الدین رضوی اسلام پوری اور مولانا آل مصطفیٰ رضوی مظفرپوری کا بھی تذکرہ ضروری ہے جن کا تعاون قدم قدم پر ساتھ رہا۔

مولیٰ تعالیٰ انہیں بھی دونوں جہان میں سرخروئی عطا کرے۔

اس کتاب کی صحت پر ہر ممکن کوشش کی گئی ہے تاہم کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور اطلاع کریں۔ حسنِ تنقید کے چمن سے ہی تعمیر کی کلیاں مسکراتی ہیں۔

فقط

محمد قمرالزماں مصباحی مظفرپوری

۲۴/ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ/۲/نومبر ۲۰۱۰ء

سراپا

شخصیت پرنور

پیشانی کشادہ، سجدوں کی چمک لیے ہوئے

دماغ، تفقہ کے نور سے روشن

نگاہیں، عشق رسالت سے مخمور

سینہ چوڑا، علم حدیث کی برکتیں لیے ہوئے

رنگ گندمی

قد متوسط

ٹوپی دوپلی

لباس سادہ مگر ہزار رعنائیاں قربان

گفتار شیریں، شبنمی اور باوزن

رفتار دھیمی شریعت کی پاکیزگی لیے ہوئے

لب کھول دیں تو علم وحکمت کی بارش ہونے لگے اور سکوت فرمائیں تو وقار چھا جائے

طبیعت فخر وریا سے پاک

اخلاق کی کشش ایسی کہ غیروں کا بھی دل موہ لے

درس گاہ میں بیٹھ جائیں تو حضرت رازی وغزالی کی یاد تازہ ہو جائے

وعظ ونصیحت کی محفل میں لبوں کو کھول دیں تو نور کے جھرنے گرنے لگیں

ارشاد وہدایت کی قالین پر جلوہ گر ہوں تو کردار کی تجلی سے دلوں کی تاریکیاں دور ہونے لگیں

نگاہیں اٹھادیں تو تقدیر کا نقشہ بدل دیں اور ہاتھ لگادیں تو بیمار فکروں کو شفامل جائے

یہ ہے صدر العلما، مظہرِ مفتیٔ اعظم حضرت علامہ الشاہ محمد تحسین رضا قادری قدس سرہ کی بابرکت زندگی کا ایک تعارفی خاکہ:

کتنا حسین ان کا مقدس مزار ہے
قربان جس پہ خلد کی دلکش بہار ہے

خاندان: صدر العلما حضرت علامہ الشاہ تحسین رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان ہمیشہ سے عظمت وشوکت، جاہ وحشمت اور علم وشعور کا علمبردار رہا ہے۔ آپ کا تعلق مشہور قبلہ یوسف زئی سے تھا۔آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔

تحسین رضا ابن حسنین رضا ابن حسن رضا ابن نقی علی خاں ابن رضا علی خاں ابن حافظ کاظم علی خاں ابن محمد اعظم خاں ابن سعادت یار خاں ابن سعید اللہ خاں شجاعت جنگ بہادر۔

آپ کے مورث اعلیٰ شہزادۂ سعید اللہ خاں ولی عہد حکومت قندھار کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔سوتیلی ماں کا دور دورہ ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے کے لیے ولی عہد کی جگہ حاصل کرنے کے سلسلہ میں باپ بیٹوں میں اتنا نفاق کرا دیا کہ شہزادۂ سعید اللہ خاں ترک وطن پر مجبور ہو کر قندھار سے لاہور آ گئے۔لاہور کے گورنر نے دربار دہلی کو شہزادہ کی آمد کی اطلاع دی۔اس کے جواب میں ان کی مہمان نوازی کا حکم ہوا اور لاہور کا شیش محل ان کی رہائش کے لیے عطا ہوا۔ان کی شاہی مہمان نوازی ہونے لگی مگر انہیں مستقبل کے لیے کچھ کرنا ضروری تھا۔وہ جلد ہی دہلی آ گئے اور چند ہی دنوں میں وہ فوج کے کسی بڑے عہدے پر فائز ہو گئے اور ان کے ساتھیوں کو بھی فوج میں مناسب جگہ مل گئی۔

جب روہیل کھنڈ میں کچھ بغاوت کے آثار نمودار ہوئے تو باغیوں کی سرکوبی ان کے سپرد ہوئی۔اس بغاوت کے فرو کرنے کے بعد ان کو روہیل کھنڈ کے صدر

مقام "بریلی" میں قیام کرنے اور امن وامان قائم رکھنے کا حکم دیا گیا۔ یہاں انہیں صوبہ دار بنایا گیا جو گورنر کے مترادف ہے۔ آپ کی سیاسی بصیرت اور انتظامی صلاحیت نے شہنشاہ مغلیہ کو بڑا متاثر کیا۔ ان کو ایک جاگیر عطا ہوئی جو غدر (انقلاب) ۱۸۵۷ء میں ضبط کرلی گئی۔[1]

سعادت یار خاں وزیر مالیات محمد شاہ دہلی: جناب سعید اللہ خان جب پیرانہ سالی کی وجہ سے ملازمت سے دست کش ہوئے تو انہوں نے اپنی آخری عمر یاد الٰہی میں متوکلانہ گذاردی۔ اس وقت ان کے صاحبزادے سعادت یار خاں وزیر دربار دہلی ہو چکے تھے۔ انہوں نے دہلی میں اپنی وزارت کی دو نشانیاں چھوڑیں، بازار سعادت گنج، سعادت خان کی نہر۔[2]

محمد اعظم خاں: آپ سلطنت مغلیہ کی وزارات اعلیٰ کے عہدے پر فائز تھے۔ بعد میں سلطنت کی ذمہ داریوں سے سبک دوش ہو گئے۔ ترک دنیا فرمائی اور عبادت وریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہنے لگے۔ آپ کی ذات والا صفات سے قندھار کے دس خانوادے میں علم وفضل اور اوراد ووظائف کا بول بالا شروع ہوا۔ آپ بریلی محلہ معماران میں اقامت گزیں رہے۔ وہیں آپ کا مزار پاک بھی ہے۔ صاحب کرامت بزرگوں میں تھے۔

حافظ کاظم علی خاں: حافظ کاظم علی خاں شہر بدایوں کے تحصیل دار تھے۔ دو سو سواروں کی بٹالین آپ کی خدمت میں رہا کرتی تھی۔ آپ کو سلطنت مغلیہ نے آٹھ گاؤں جاگیر میں پیش کیا تھا۔ آپ کے عہد میں جب مغلیہ حکومت پر زوال کے آثار ظاہر ہوئے، بغاوتوں کا شور ہوا اور خود مختاری کا زور بڑھنے لگا تو آپ لکھنؤ آ گئے اور اودھ کی سلطنت میں بھی نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ یہاں بھی

جاگیریں عطا ہوئیں۔۱۸۵۴ء میں جب کانگریس نے دیہی جائیدادیں ضبط کیں تو یہ بھی ضبط کرلی گئیں۔

مولانا رضا علی خاں: حضرت مولانا رضا علی خاں اپنے زمانے کے بے مثل عالم اور ولی کامل گزرے ہیں۔آپ ہی کے وقت سے حکمرانی کا رنگ ختم ہو کر فقر و درویشی کا رنگ غالب آگیا۔تلوار کی جگہ قلم نے لے لی۔اب اس خاندان کا رخ ملک کی حفاظت سے دین کی حمایت کی طرف ہوگیا۔وہ اپنے دور میں مرجع فتاویٰ رہے،انہوں نے خطبۂ جمعہ وخطبۂ عیدین لکھے جو آج خطب علمی کے نام سے ملک بھر میں رائج ہیں۔وہ خطبے اپنے شاگرد مولانا علمی کو دے دیئے۔ البتہ خطب علمی میں اشعار مولانا علمی کے ہیں۔مولانا رضا علی خاں کی علمی حیثیت کو ہندوستان کے معروف مورخ مولوی عبدالحئی لکھنوی نے اپنی مشہور تالیف "نزهة الخواطر" میں ان الفاظ میں سراہا ہے:

"مولانا رضا علی خاں نے ۲۳ برس کی عمر میں علوم منقولہ ومعقولہ سے فراغت حاصل کی۔اپنے ہم عصروں میں بہت ممتاز ہوئے اور علم فقہ میں بڑی مہارت حاصل کی"۔

آپ ساحرُ البیان واعظ تھے۔نرم کلامی،سبقت سلامی،زہد وقناعت،حلم و تواضع،تحریر وتقریر آپ کے خصوصیات تھے۔۱۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ میں رحلت فرمائی۔مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے وفات کی تاریخ نکلتی ہے۔

الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون. ؁

علامہ نقی علی خاں: ماہ رجب ۱۲۴۶ھ محلّہ ذخیرہ بریلی میں پیدا ہوئے۔

اپنے والد ماجد امام العلما حضرت مولانا الشاہ رضا علی خاں سے علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل کی۔ ۱۲۹۴ھ میں حضرت مولانا الشاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت وخلافت سے مشرف ہوئے۔ شیخ کامل نے تمام سلاسل جدیدہ وقدیمہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ۱۲۹۵ھ میں حرمین شریفین کی زیارت اور حج کی سعادت حاصل کی۔ اسی موقع پر حضرت سید احمد زینی دحلان سے تبرکاً سند حدیث حاصل کی۔

امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے رسالہ "جواھر البیان فی اسرار الارکان" میں آپ کی مختصر حالات تحریر کیے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"جودت انظار، وحدت افکار حضرت حق جل وعلاء نے انہیں عطا فرمائی ان دیار وامصار میں اس کی نظیر نظر نہیں آئی۔ عقل معاش ومعاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع بہت کم سنا۔ یہاں آنکھوں سے دیکھا۔ اس ذات گرامی کو خالق عزّ وجل نے سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ کی غلامی وخدمت اور حضور اقدس ﷺ کے اعداء پر غلظت وشدت کے لیے بنایا تھا"۔ ؎

علامہ حسن رضا خاں: آپ امام المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خاں قدس سرہ کے فرزند اوسط اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے منجھلے بھائی ہیں۔ ۱۹/اکتوبر ۱۸۵۹ء مطابق ۲۶/ربیع النور شریف ۱۲۷۶ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم وفاضل ہونے کے ساتھ صاحب تصانیف کثیرہ اور اپنے عہد کے عرشی خیال شاعر وادیب بھی تھے۔ مولانا حسرت موہانی تحریر فرماتے ہیں:

"شعر وسخن کا شوق حضرت حسن کو ابتداہی سے تھا کچھ روز تک بطور خود مشق

کرتے رہے۔ اس کے بعد مرزا داغ کو اپنا کلام دکھانا شروع کر دیا اور ایک مدت رام پور میں رہ کر استاذ کے گلشن سخن سے گل چینی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ بجائے خود استاد مستند قرار پائے"۔ ۵

علامہ حسن رضا بریلوی قدس سرہٗ کا پوری دنیائے سنیت پر یہ عظیم احسان ہے کہ انہوں نے اپنے برادرِ گرامی امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تمام داخلی و خارجی ذمہ داری اپنے سر لے کر اپنے بھائی کو ہمیشہ افکار دنیا سے محفوظ رکھا۔ امام احمد رضا قادری نے جو عظیم علمی سرمایہ چھوڑا ہے اس میں استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا بریلوی کا جذبہ خلوص شامل ہے۔ تزک مرتضوی، نگارستانِ لطافت، صمصام حسن، بے موقع فریاد کا مہذب جواب، آئینہ قیامت، دین حسن، وسائل بخشش، مثنوی، ذوق نعت، ثمرۂ فصاحت آپ کی چند مشہور کتابیں ہیں جس میں "ذوق نعت" آسمانِ شہرت کا روشن ستارہ معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب کی طباعت اول کے وقت امام احمد رضا قادری نے منظوم داد و تحسین پیش فرمائی۔ چند اشعار یہ ہیں:

قوت بازوئے من سنی نجدی فگن
حاج و زائر حسن سلمہٗ ذوالمنن
نعت چہ رنگیں نوشت شعر خوش آئیں نوشت
شعر مگو دیں نوشت دور ز ہر ریب و ظن
کلک رضا سال طبع گفت بہ افضال طبع
ز آنکہ ز اقوال طبع کلک بود نغمہ زن ۶

ماہر غالبیات، کالی داس گپتا رضا نے ان لفظوں میں تأثر پیش کیا ہے:

''نعت گوئی میں اپنے برادر بزرگ مولوی احمد رضا خاں سے مستفیض تھے اور عاشقانہ رنگ میں بلبل ہندوستان داغ دہلوی سے تلمذ تھا''۔ ؎

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ نے استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص فی الدین، جذبہ محبت اور گھریلو ذمہ داریوں سے اپنی بے نیازی پاکر ایک موقع سے یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

''حسن میاں تم نے مجھے دنیا سے بے نیاز کردیا ہے۔ میری بیٹیوں کی شادیاں ہیں۔ میں ان کا باپ ہوتے ہوئے بالکل بے خبر اور آزاد بیٹھا ہوں۔ تم نے مجھے یہ سوچنے کی بھی زحمت نہ دی کہ جہیز میں کیا کیا دیا جائے گا اور کہاں کہاں سے فراہم ہوگا۔ یا یہ کہ برات میں کیا کیا کھانے دیئے جائیں گے (آبدیدہ ہوکر) فرمایا حسن میاں جو کچھ میں دین کی خدمت کررہا ہوں اس کے اجر میں باذن اللہ حصہ دار تم بھی ہو۔ اس واسطے کہ تمہیں نے مجھے دینی خدمات کے لیے دنیا سے آزاد کردیا ہے''۔ ؁

وصال پر ملال استاذ زمن: حضرت علامہ حسن رضا قادری قدس سرہ کا وصال پر ملال ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ سٹی قبرستان بریلی میں مزار پاک ہے۔ آپ کے تین صاحبزادے حکیم حسین رضا، مولانا حسنین رضا، فاروق رضا (جو جوانی میں انتقال فرماگئے غیر شادی شدہ تھے) بڑے صاحبزادے حکیم حسین رضا بڑے ماہر، تجربہ کار اور حاذق طبیب تھے، آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے خصوصی معالج تھے۔

استاذ العلما مولانا حسنین رضا: آپ کی ولادت طیبہ ۱۳۱۰ھ/ مطابق ۱۸۹۳ء محلہ سوداگران بریلی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر میں ہوئی۔ پھر دار العلوم

منظرِ اسلام میں داخل ہوئے اور وقت کے جید علما اور نابغہ عصر فضلا سے اکتساب فیض کیا۔ تاجدار اہلِ سنت سیدی سرکارِ مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ آپ کے ہم عمر اور ہم سبق ساتھی تھے۔

پروردگار عالم نے اعلیٰ فطانت ومتانت اور دراکی وذہانت سے نوازا تھا۔ ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء اٹھارہ سال کی عمر شریف میں فارغ التحصیل ہوگئے اور معقولات ومنقولات کے تمام علوم میں کافی دسترس حاصل کرلی۔

اساتذۂ کرام: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری، استاذ زمن علامہ حسن رضا قادری، مفتی ارشاد حسین رام پوری، مولانا رحم الٰہی منگلوری، مولانا ہدایت اللہ خاں رام پوری، مولانا ظہور الحسن فاروقی، مولانا عبدالعزیز، مولانا نور الحسین فاروقی علیہم الرحمہ۔

فراغت کے بعد تقریباً دس سال تک منظرِ اسلام بریلی شریف میں درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے اور اپنے علم وفضل کا خوب خوب دریا بہاتے رہے۔ اس دس سال کے عرصہ میں نامور علما وفضلا کی جماعت پیدا کی۔

چند مشاہیر تلامذہ: شیر بیشہ اہلِ سنت مولانا حشمت علی خاں قادری پیلی بھیت، یوپی

امام الادب مولانا غلام جیلانی اعظمی، گھوسی، یوپی

مفتی اعجاز ولی رضوی پاکستان

محسن ملت مولانا حامد علی فاروقی الٰہ آبادی، ثم رائے پوری

مفتی تقدس علی خاں بریلوی

مولانا ادریس رضا خان

بیعت و ارادت: خاتم الاکابر حضرت سیدنا سرکار ابوالحسین احمد نوری مارہرہ شریف سے شرف بیعت حاصل تھا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری نے بھی چاروں سلاسل طریقت اور احادیث مبارکہ کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

رسم نکاح: آپ کا پہلا نکاح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کی لخت جگر کنیز حسنین سے ہوا جن سے ایک لڑکی شمیم بانو پیدا ہوئیں اور کنیز حسنین کا انتقال ہو گیا تو آپ کا دوسرا نکاح جناب عبدالغنی صاحب سب انسپکٹر کی صاحبزادی سے ہوا جن سے ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے ہوئے۔

۱) امین شریعت علامہ سبطین رضا، ۲) صدر العلما علامہ تحسین رضا، ۳) یادگار سلف مولانا حبیب رضا۔ ایک صاحبزادی جو تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا قادری کی زوجیت میں ہیں۔

وصال پر ملال: ۵ر صفر المظفر ۱۴۰۱ھ/ مطابق ۱۴ر دسمبر ۱۹۸۱ء بروز یک شنبہ علم و فضل اور عرفان و آگہی کا یہ مہر منیر ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ مگر اس کے فیضان کی تجلی سے آج بھی ایک زمانہ مستنیر ہے۔

غسل کے وقت کرامت کا ظہور: جب اس قتیل تیغ عشق کو غسل دیا جا رہا تھا تو اس وقت زبان پر لفظ ''اللہ'' کا کلمہ جاری تھا جسے غسل دینے والوں نے سنا۔

تصنیفات: قدرت نے تدریسی صلاحیتوں کے ساتھ تحریری بانکپن سے بھی خوب نوازا تھا۔ فکر آفاقی، قلم سیال، خیال تابندہ، تحریروں میں حد درجہ سلاست و روانی، سہل پسندی، متانت و سنجیدگی، لہجہ شگفتہ، انداز سادہ مگر تحقیقی بصیرت کے نور سے روشن اور ہر موضوع پر بے تکان لکھنے کے عادی تھے۔ اس زمانے میں

خانقاہ رضویہ سے نکلنے والے رسائل وجرائد کی ادارت آپ ہی فرماتے تھے۔شعر وشاعری سے بھی اچھا شغف تھا۔کئی معیاری کتابیں بھی تصنیف کیں۔ چند کے نام یہ ہیں جنہیں مقبولیت کی معراج حاصل ہے۔

دشت کربلا، نظام شریعت، سیرت اعلیٰ حضرت، اسباب زوال، حلیہ اعلیٰ حضرت، وصایا شریف۔

جماعت رضائے مصطفیٰ: اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے تحریک ندوہ، وہابیت، نیچریت، دیوبندیت اور خلافت کمیٹی کے بطن سے پیدا ہونے والے فتنوں کی سرکوبی کے لیے جماعت رضائے مصطفیٰ قائم کیا اور آپ زندگی بھر جس کے سرگرم رکن رہے امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے عقیدہ وفکر اور عشق ویقین کی شمع لے کر راستوں کی تاریکی مٹاتے رہے اور بے پناہ اخلاص وللّٰہیت اور اسلامی جذبے سے سرشار ہو کر بیمار فکروں اور غیر صالح نظریات کی درستگی میں رات دن جٹے رہے۔آج چمن سنیت میں جو شادابی اور نکہت ورنگینی ہے اس میں ان کے خونِ جگر کی لالی بھی شامل ہے۔آج ضرورت ہے سمندر سے اس صدف کو باہر کرنے کی جس کی گود میں ایسے بے نفس، باوقار اور صاحب نظر علما کے روشن ماضی کے نقوش محفوظ ہیں۔

صدر العلما علامہ تحسین رضا قادری قدس سرہ: آپ کی ولادت طیبہ ۱۴ر شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء میں محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔آپ کی پرورش اپنی ننہال محلہ کانکیر ٹولہ پرانا شہر، بریلی شریف میں ہوئی۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی محلہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

تعلیم وتربیت: سید شبیر علی مرحوم بریلوی سے قاعدہ بغدادی پڑھا۔قرآن

شریف، اردو اور حساب کی تعلیم وہیں کے ایک مکتب میں ہوئی۔ فارسی کی ابتدائی تعلیم اکبری مسجد کے ایک مدرسہ میں ہوئی جو گھیر جعفر خاں محلہ میں واقع تھا۔ عربی کی تعلیم کے لیے دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں والد صاحب نے داخلہ کرایا۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء میں محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی پاکستان تشریف لے گئے تو والد محترم نے ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹ء میں دار العلوم منظر اسلام میں داخلہ کرایا۔ ذہانت و فطانت، شعور و آگہی اور استحضار ذہن یہ ساری چیزیں وراثت میں ملی تھیں۔ اس پر کثرت مطالعہ، محنت و توجہ اور علمی جدو جہد نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ دار العلوم منظر اسلام کے ذی استعداد، باصلاحیت اور علوم و فنون میں یکتائے عصر اور نابغۂ روزگار اساتذہ سے تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، منطق، عربی ادب، علم معانی و بیان اور دیگر علوم میں مہارت تامہ پیدا کی۔ علم حدیث میں مزید ملکہ حاصل کرنے کے لیے والد گرامی نے ارشاد فرمایا:

> ''تحسین رضا درس حدیث اور صحاح ستہ کی تکمیل کے لیے تمہیں لائل پور (فیصل آباد) پاکستان، محدث اعظم شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رضوی مدظلہ العالی کی خدمت میں جانا ہے اور درس حدیث انہیں سے لینا ہے۔ ان کے درس کا جواب نہیں''۔[9]

علم حدیث کے لیے پاکستان کا سفر: اپنے والد گرامی کے حکم وارشاد پر عمل کرتے ہوئے صدر العلما نے پاکستان کا سفر فرمایا۔ محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں حاضری دی۔ دار العلوم مظہر اسلام لائل پور فیصل آباد، پاکستان میں دورۂ حدیث میں داخلہ لیا۔ حد درجہ محنت و مشقت، جوش و جذبہ اور کمال ذوق کے ساتھ درس حدیث میں مصروف ہو گئے اور چھ ماہ کی مدت میں دورۂ حدیث

مکمل کرلیا۔ حضور محدث اعظم پاکستان کی صحبت بابرکت اور درس حدیث کی شان کو خود صدر العلما سے سنیئے لکھتے ہیں:

''حدیث کا احترام اس درجہ تھا کہ دورانِ درس کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی معزز و محترم ہو، آتا سلام کرتا تو سلام کا جواب تو ضرور دے دیتے اور ہاتھ سے بیٹھنے کے لیے اشارہ فرماتے مگر اس وقت تک کلام نہ فرماتے جب تک کے سبق پورا نہ ہو جائے۔ پھر آنے والے کے پاس اتنا وقت ہو کہ بیٹھا رہے۔ ورنہ اٹھ کر چلا جائے۔ آپ مطلقاً پرواہ نہ فرماتے۔ دوسرے وقت ملاقات ہوتی تو فرما دیتے کہ آپ فلاں وقت تشریف لائے تھے، میں حدیث شریف پڑھا رہا تھا اس لیے بات نہ کر سکا۔ جو طالب علم عبارت پڑھتا اسے تاکید ہوتی کہ حضور کے نام نامی کے ساتھ ''ﷺ'' اور صحابی کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' ضرور کہے اور خود بھی اس کا التزام رکھتے تھے۔ جیسے ہی نام نامی سنتے باواز بلند ﷺ کہتے تا کہ دوسرے طلبہ جو غافل ہوں انہیں سن کر یاد ہو جائے۔ اگر کہیں حدیث میں آجاتا کہ ضَحِكَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم تو خود بھی مسکراتے اور طلبہ سے بھی کہتے کہ ہنسو۔ ہنسنا بھی ہمارے نبی پاک، صاحب لولاک ﷺ کی سنت ہے''۔[۱۰]

پاکستان میں دورۂ حدیث کے چند اہم رفقاء: حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول رضوی، جانشین محدث اعظم، پاکستان

حضرت مولانا ابراہیم خوشتر قادری، سربراہ سنی رضوی سوسائٹی، ڈربن، ساؤتھ افریقہ۔

حضرت مولانا مراتب علی رضوی عارف والا ضلع ساہیوال۔

حضرت مولانا شریف احمد رضوی، شیخ الحدیث مظہر اسلام، پاکستان۔

حضرت مولانا مفتی محمد اسلم رضوی، مفتی دارالافتاء مظہر اسلام، پاکستان۔

حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن، ضلع جج، مظفر آباد، پاکستان۔

صاحب زادہ مولانا محمد غلام جان ہزاروی، پاکستان۔[11]

حضور صدر العلما حضرت محدث اعظم پاکستان کی نظر میں پہلے ہی سے محبوب تھے۔ مگر آپ کی جانکاہی، ذوق مطالعہ، محنت و لگن اور جذبہ و شوق نے اور بھی زیادہ قریب کر دیا اور خود محدث صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس منظور نظر شاگرد پر کامل اعتماد تھا جس کا اظہار حضرت محدث اعظم پاکستان نے اپنے مرشد برحق سیدی سرکار مفتی اعظم حضور مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ کی جناب میں ایک خط کے ذریعہ یوں کیا ہے:

''عزیزم مولانا تحسین رضا خاں صاحب سلمہ، کی دستار بندی حضور والا کو مبارک ہو۔ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں اسباق جوان کے سپرد کئے جائیں ان میں ''مشکوٰۃ شریف'' ان کے پاس ضرور رکھی جائے اور آئندہ سال ''نسائی شریف'' اس کے بعد ''ابن ماجہ شریف''، پھر ''مسلم شریف''، پھر ''ترمذی شریف''۔ جب ہر سال حدیث کی ایک کتاب پڑھا لیں تو بعد میں ''بخاری شریف''۔ خدا چاہے تو اس طرح تدریجاً یہ دورۂ حدیث کے اسباق پڑھا لیں گے۔ حدیث کے سبق کے علاوہ جو اسباق ان کے مناسب ہوں دیئے جائیں۔ کل چھ ماہ اس جگہ انہوں نے قیام کیا ہے۔ اگر دو سال یہاں قیام ہو جاتا تو خدا چاہے مزید استعداد اور قابلیت ہو جاتی، ماشاءاللہ سمجھدار ہیں، ہوشیار ہیں''۔[12]

اساتذۂ کرام: مفتی اعظم مصطفیٰ رضا نوری قدس سرہٗ: آپ کی ولادت طیبہ ۲۲/ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/ ۷ جولائی ۱۸۹۲ء بروز جمعہ صبح صادق کے وقت سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی سے آپ کی ولادت کا سن نکلتا ہے۔

اصلی نام محمد پر آپ کا عقیقہ ہوا۔ مرشد گرامی نے آپ کا نام ابوالبرکات محی الدین جیلانی رکھا اور والد محترم نے مصطفیٰ رضا کے نام سے پکارا۔ نوری آپ اپنا تخلص فرماتے تھے۔

خواب رضا و بشارت نوری: ۲۲/ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کی شب میں تقریباً نصف رات تک امام احمد رضا قادری برکاتی اور سید المشائخ حضرت نوری میاں قدس سرہما کے درمیان علمی مذاکرات رہے۔ پھر دونوں اپنی اپنی قیام گاہوں میں آرام فرما ہوئے۔ اسی شب عالم خواب میں دونوں بزرگوں کو حضرت مفتی اعظم کی ولادت کی نوید دی گئی اور نومولود کا نام ''آل رحمٰن'' بتایا گیا۔ خواب سے بیداری پر دونوں بزرگوں میں سے ہر ایک نے یہ فیصلہ کیا کہ بوقت ملاقات مبارک باد پیش کروں گا۔

فجر کی نماز کے لیے جب دونوں بزرگ مسجد پہنچے تو مسجد کے دروازے پر ہی دونوں بزرگوں کی ملاقات ہو گئی اور وہیں ہر ایک نے دوسرے کو مبارک بادی پیش کی۔

بیعت و خلافت: ۲۵/ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ صرف چھ ماہ ۳ یوم کی عمر شریف میں سید المشائخ حضرت شاہ ابوالحسین نوری رضی اللہ عنہ نے اپنی انگشت آپ کے دہن مبارک میں ڈالی۔ حضرت مفتی اعظم شیرِ مادر کی طرح چوسنے لگے۔ سید

المشائخ نے داخل سلسلہ فرمایا اور تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

مرشد کامل کی بشارت: مرشد برحق سید المشائخ نے بیعت کرتے وقت ارشاد فرمایا:

"یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔ اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے۔ یہ فیض کا دریا بہائے گا"۔[۱۳]

تعلیم و تربیت: قرآن شریف اعلیٰ حضرت سے بھی پڑھا، منجھلے اور چھوٹے چچا کے علاوہ مولانا حامد رضا سے بھی پڑھا۔ عربی و فارسی بھی ان حضرات سے پڑھی۔ جب مدرسہ اہل سنت قائم ہوا تو اس کے اساتذہ مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی، مولانا ظہور الحسین فاروقی رام پوری اور مولانا رحم الٰہی منگلوری سے خاص طور پر پڑھا۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حضوری سے فوائد کثیرہ حاصل ہوئے۔

فراغت: ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں بہ عمر اٹھارہ سال خداداد ذہانت، ذوق مطالعہ، لگن اور محنت، اساتذہ کرام کی شفقت، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہٗ کی توجہ کامل اور شیخ مکرم سید المشائخ قدس سرہ کی عنایات کے نتیجے میں جملہ علوم و فنون اور منقولات و معقولات پر عبور حاصل کر کے مرکز اہل سنت دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے تکمیل و فراغت پائی۔[۱۴]

درس و تدریس: ۱۳۲۸ھ کو دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے فراغت کے بعد اسی دار العلوم میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور بڑے نامور، ذی

علم اور صاحب استعداد علما پیدا کیے۔

مفتی اعظم کا خطاب: ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء کو خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی کے عظیم الشان اجتماع میں آپ کے فقہی شعور، اصابت فکر، علمی طنطنہ، قوت استحضار، زور استدلال اور فقاہت پر کامل عبور کو دیکھ کر ہزاروں علما و مشائخ کی موجودگی میں مفتی اعظم اور صدر العلما کے خطاب سے نوازا گیا۔

۱۳۳۹ھ میں جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی ﷫ نے متحدہ ہندوستان کے لیے دار القضا شرعی قائم فرمایا تو بعض علما کی موجودگی میں حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رضوی اعظمی کو پورے متحدہ ہندوستان کے لیے قاضی شرع بنایا اور حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا نوری اور حضرت مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہم الرحمۃ والرضوان کو دار القضا کے مفتی اور معین القاضی کی حیثیت سے مامور فرمایا۔[۱۵]

وصال پر ملال: ۱۳ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء کو ایک بج کر چالیس منٹ پر داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسلامیہ انٹر کالج میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ایک محتاط سروے کے مطابق بیس لاکھ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ اپنے والد گرامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری ﷫ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ: محلہ کریم الدین پور، گھوسی، ضلع اعظم گڑھ (موجودہ ضلع مئو)، یوپی میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولانا حکیم جلال الدین، دادا مولانا خدا بخش اور پردادا حضرت مولانا خیر الدین تھے۔ ابتدائی کتابیں دادا سے پڑھیں اور درس نظامی کے مبادیات رشتے کے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق سے حاصل کیں۔ پھر انہیں کے مشورے

سے مدرسہ حنیفہ جون پور میں حضرت امام الحکمۃ مولانا ہدایت اللہ خاں قدس سرہ کی خدمت میں بلاواسطہ استفادۂ درس شروع کیا۔ رات میں حضرت استاذ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل کرتے۔ اسی اثناء میں حضرت دن کے اسباق کا جائزہ لے کر اعادہ کرادیتے۔ یہ طریقہ استعداد کی پختگی کے لیے معاون و مفید ہوا۔ علوم کی تکمیل کے بعد حجۃ العصر مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی کے درس حدیث میں شریک ہوکر ۱۳۲۰ھ میں سند حاصل کی۔ مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی کو مدرسہ منظر اسلام کے لیے مدرس کی ضرورت ہوئی۔ محدث سورتی نے آپ کا نام پیش فرمایا۔ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم بریلوی کی طلب پر پٹنہ سے بریلی پہنچے۔ بہت جلد اپنی قابلیت، خداداد حسن سلیقہ اور سعادت شعاری کی بنا پر فاضل بریلوی کی نظر میں مقبول اور مورد الطاف خاص بن گئے۔ فاضل بریلوی کی عشق رسالت میں ڈوبی ہوئی ورع وتقویٰ سے شاداب و درخشندہ زندگی کی مسلسل دید کے بعد باطنی دستگیری اور رہنمائی کے لیے مرید ہوئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

اعلیٰ حضرت آپ کی فقہی مہارت کے مداح تھے۔ صدرالشریعہ کا خطاب آپ ہی کا عطیہ ہے۔ فقہ حنفی کی اردو میں عظیم الشان کتاب ''بہار شریعت'' آپ ہی کی تصنیف ہے جس کے سترہ حصے آپ نے تحریر فرمائے۔ مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی نے ایک موقع پر اپنی تقریر میں حضرت کی مہارت درس اور تبحر علمی کا اعتراف کرتے ہوئے یہ کہا کہ ''مولانا امجد علی صاحب پورے ملک میں ان چار پانچ مدرسین میں ایک ہیں جنہیں میں منتخب جانتا ہوں''۔

حج وزیارت کو جاتے ہوئے ممبئی میں ہی ۷/ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ رات کو ۱۲/ بج کر ۲۶ منٹ پر نماز کی طرح نیت باندھے ہوئے واصل بحق ہوئے۔ نماز جنازہ آپ کے وطن گھوسی میں حافظ ملت حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز محدث مرادآبادی کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ تاریخ وفات قرآن کریم کی آیت مبارکہ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْن ہے۔[۱۶]

حضرت مولانا سردار احمد محدثِ پاکستان قدس سرہٗ: قصبہ دیال گڑھ، ضلع گورداس پور، پنجاب وطن، چودھری میران بخش کے بیٹے ۱۹۰۳ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ انگریزی تعلیم میٹرک پاس کر کے دیال سنگھ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ علما و مشائخ کے شیدائی وعقیدت کیش تھے۔ انٹر کے دوسرے سال میں تھے کہ دارالعلوم حزب الاحناف کے جلسے منعقدہ ۱۹۲۵ء میں حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا قادری بریلوی قدس سرہ شرکت کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔ حضرت محدثِ اعظم پاکستان ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ حجۃ الاسلام کے حسن خداداداور کمال علمی سے متاثر ہوئے۔ اسی مجلس میں عربی ودینی تعلیم کا شوق لے کر اٹھے، ساتھ میں بریلی آئے، کامل انہماک سے تعلیم میں مصروف ہوئے۔ کافیہ تک دارالعلوم منظر اسلام میں تعلیم پائی۔ بعدہٗ دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف میں داخل ہوکر حضرت صدرالشریعہ مولانا شاہ امجد علی قدس سرہ سے کتب متداولہ کا درس لیا۔ ۱۳۵۱ھ میں حضرت صدرالشریعہ کے ہمراہ بریلی شریف منظر اسلام میں آئے اور درسیات سے فراغت پائی اور اسی مدرسے میں تدریس کی ابتدا کی۔ ۱۳۵۴ھ میں مولوی منظور نعمانی گرگ باراں دیدہ سے کامیاب مناظرہ فرمایا۔ ۱۳۵۶ھ میں مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ مصطفٰے رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مدرسہ مظہر

اسلام کا صدر مدرس مقرر کیا۔ جہاں تقسیم ملک تک فیض رساں رہے۔ قیام پاکستان کے بعد لائل پور میں عظیم الشان جامعہ مظہر اسلام قائم فرمایا اور خود درس دینا شروع کیا۔ درس کی وہ شہرت ہوئی کہ ہندوستان سے باذوق طلبہ آپ کے درس میں شرکت کے لیے گئے۔ آخر دور میں سو سو کی تعداد میں صحاح ستہ کے درس میں طلبہ شریک ہوئے۔

شیخ الحدیث اور محدث اعظم پاکستان کے لقب و خطاب سے اہل علم یاد کرتے ہیں۔ ۱۳۸۲ھ یکم شعبان میں رات ایک بج کر چالیس منٹ پر کراچی میں راہی عالم جاودانی ہوئے۔ ۴ لاکھ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی، جنازہ پر برابر ایک نور کو سایہ کناں دیکھا، یہ حضرت شیخ الحدیث کے مقبول بارگاہ الٰہی و رسالت پناہی کی روشن دلیل ہے۔ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ حضرت شیخ الحدیث مرشد طریقت بھی تھے۔ ہزار ہا افراد آپ سے داخلِ سلسلہ عالیہ قادریہ ہوئے۔ [۱۷]

شمس العلما قاضی شمس الدین جونپوری قدس سرہٗ: جون پور مولد و مسکن، جعفری زینبی نسب، آبا و اجداد شاہانِ شرقی کے زمانے میں منصب قضا پر فائز تھے۔ ابتدائی تعلیم جون پور میں ہوئی۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں استاذ العلما مولانا حکیم سید محمد نعیم الدین مراد آبادی سے درس لیا۔ حضرت صدر الشریعہ کے درس کی شہرت سن کر اجمیر شریف دار العلوم عثمانیہ معینیہ پہنچے۔ کامل انہماک و یک سوئی سے اساتذۂ دار العلوم سے پڑھا۔ حدیث پاک اور امہات کتب کی حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ سے تکمیل کی۔ ۱۳۵۲ھ میں جب صدر الشریعہ نے اجمیر شریف چھوڑ کر بریلی شریف مراجعت فرمائی اور چالیس طلبہ کی جماعت (جو علوم و

فنون میں کامل اور چنداں آفتاب و ماہتاب تھے) جو حضرت کے ساتھ بریلی شریف پہنچی اس میں آپ بھی تھے۔ مدرسہ منظرِ اسلام بریلی شریف، جامعہ نعیمیہ مراد آباد، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، مدرسہ منظرحق ٹانڈہ، مدرسہ حنفیہ جون پور، مدرسہ رضویہ حمیدیہ بنارس۔ آخر الذکر دو مدارس میں صدر مدرس رہے۔ علوم حکمیہ اور تفسیر و حدیث وفقہ کا خصوصی درس دیتے تھے۔ اکابرِ علمائے اہل سنت میں باعتبار علم و فضل آپ کا مقام بلند تھا۔ تصانیف میں قانونِ شریعت دو جلدوں میں بہت مشہور ہے۔ دس سال کی عمر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ سے مرید ہوئے۔ [۱۸]

ولادت ۵/مارچ ۱۹۰۵ء بروز دوشنبہ کو ہوئی۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت مفتیٔ اعظم حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی قدس سرہ نے خلافت و اجازت سے نوازا تھا۔ آپ نے تحدیث نعمت کے طور پر ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

"جس جگہ بیٹھایا گیا ہوں وہ رازی وغزالی کی جگہ ہے اگرچہ میں ان کی نیابت کا اہل نہیں تاہم اسلام اور سنت سے متعلق جس دن کسی اعتراض کا جواب نہیں دے سکوں گا مسند چھوڑ دوں گا"۔

آپ کی علمی شخصیت کے حوالے سے مولانا خالد علی شمسی لکھتے ہیں:

"آپ دنیائے علم و فضل کے وہ تاجور تھے جن کی دہلیز پر علم و فن پہرہ دیتے تھے اور جہانِ دانش و بینش کے وہ شہنشاہ تھے جن کی چوکھٹ پر تحقیق و تدقیق کی ایک فوج کھڑی رہتی تھی۔ زبان ہو یا قلم جس کو بھی جنبش ہوئی علم و حکمت کے موتی لفظوں کے پیکر میں ڈھلنے لگے، آپ مسلک اہل سنت کے ایسے نکتہ

داں، نکتہ رس، نکتہ سنج، نکتہ شناس، نکتہ نواز، نکتہ بیں اور نکتہ آفریں عالم تھے جن کی فکر کی پرواز فلک بوس اور علم کا اعجاز ہمہ گیر تھا۔ نکات دقیقہ ہوں کہ لطائف نفیسہ ہوں کہ اسرار علمیہ، رعنائی تقریر ہو کہ زیبائی تحریر آپ کی عظمت مآب بارگاہ میں دست بستہ باادب سلامی کے لیے حاضر"۔۱۹

حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی قدس سرہ: قصبہ گھوسی، ضلع اعظم گڑھ (موجودہ ضلع مئو) ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مولانا صدیق، دادا کا نام مولانا یار محمد تھا۔

ابتدائی تعلیم وطن میں پائی۔ پھر حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی قدس سرہ کے ہمراہ بریلی جا کر مدرسہ منظرِ اسلام میں داخل ہوئے۔ منیۃ المصلی سے جلالین، نور الانوار، ہدایہ آخرین، بیضاوی شریف، رسالہ میر زاہد تک کی تعلیم حاصل کر کے حضرت صدر الشریعہ کی معیت میں ۱۹۲۴ء دار الخیر اجمیر شریف جامعہ معینیہ عثمانیہ پہنچے۔ کچھ دنوں فرنگی محل لکھنؤ میں رہے تفسیر مدارک، ملا حسن، مسلم الثبوت، ملا جلال، میبذی، شرح عقائد، صدرا، حمد اللہ اور عربی ادبیات کی تحصیل کی امتحان میں نمایاں کمیابی کی وجہ سے خوش ہو کر مولانا عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ نے تکمیل سے پہلے سند مرحمت فرمائی۔ دوبارہ ۱۳۴۳ھ میں منظر اسلام (بریلی شریف) میں داخلہ لیا۔ حضرت مولانا شاہ محمد رحم الٰہی منگلوری، حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا قادری قدس سرہما سے صحاح ستہ کا دورہ کیا اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ فراغت کے بعد مدرسہ محمدیہ امروہہ، دار العلوم اشرفیہ مبارک پور، مدرسہ مظہر اسلام بریلی، مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور، مدرسہ خانقاہ مارہرہ شریف میں تدریسی فرائض انجام دیئے۔ ۱۳۷۹ھ کو دار العلوم فیض الرسول

براؤں شریف، ضلع بستی (موجودہ ضلع سدھارتھ نگر) منصب صدارت کو زینت بخشی۔ درس نظامی کی کتابوں کی تدریس پر پوری دسترس تھی۔ متورع و متقی اور عابد وزاہد تھے۔ [۲۰]

اس کے علاوہ مفتیٔ اعظم پاکستان، مفتی وقارالدین رضوی، حضرت مولانا غلام یٰسین رضوی پورنوی اور حضرت مولانا سردار علی خاں رضوی سے بھی اکتساب فیض کیا۔

درس و تدریس کا آغاز: ۱۹۵۴ء سے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے اور تقریباً اٹھارہ سال تک اپنے علم و آگہی کا دریا بہاتے رہے۔ سینکڑوں طالبانِ علوم نبویہ کی علمی تشنگی کو بجھایا۔ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۱ء تک دارالعلوم منظر اسلام میں سات سال تک عہدہ صدارت کو زینت بخشی اور علوم وفنون کے گوہر لٹاتے رہے۔ ۲۳ سال تک جامعہ نوریہ بریلی شریف میں بحیثیت شیخ الحدیث تعلیمی خدمات انجام دیئے۔ عمر کے آخری حصے میں مرکز الدراسات اسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں تدریسی فرائض بحسن و خوبی نبھاتے رہے۔ درس نظامیہ کے جملہ علوم وفنون پر آپ کو کامل دسترس حاصل تھی۔

مولانا ناظم علی مصباحی، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور لکھتے ہیں:

''معقولات و منقولات میں آپ کو دسترس حاصل تھی۔ اسباق کی تفہیم، رفع اشکالات اور دفع اعتراضات میں کامل مہارت تھی۔ منتہی کتابوں کے متعلق مباحث کو طلبہ کے ذہن میں آسانی سے اتار دینا آپ کا کمال تھا۔ آپ کی درس گاہ فیض سے ہزاروں تشنگانِ علوم نے اپنی پیاس بجھائی جن میں بالغ نظر فقہائے کرام، اخاذ طبع مفتیانِ عظام، ثاقب نظر عمائدین اسلام، بلند پایہ

مناظرین، صاحب طرز مصنفین اور مبلغین و مدرسین شامل ہیں جو مسلک حق کی ترویج واشاعت میں ہمہ وقت مصروف ہیں"۔[۲۱]

آغازِ درس اور مفتی اعظم کی نوازش: حضرت صدر العلما فرماتے ہیں کہ جب میں نے تدریس کا آغاز کیا تو مجھے جو کتابیں دی گئیں ان کی تعداد کچھ میرے حساب سے زیادہ تھی۔ میں مریض شروع سے رہا ہوں۔ لہٰذا مجھے ان تمام کتابوں کی تدریس کا بار کچھ زیادہ ہی محسوس ہوا تو میں حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں دوپہر کے وقت حاضر ہوا اور عرض کیا حضرت مجھے کتابیں زیادہ دے دی گئی ہیں جن کا بوجھ اٹھانا مجھے مشکل معلوم ہو رہا ہے۔ فرمایا کتنی کتابیں ہیں اور کون سی؟ میں نے تعداد کے ساتھ ان کے نام بھی عرض کیے۔ فرمایا "بس اتنی ہی کتابوں میں تھک گئے"۔ پھر اپنی جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر عنایت کیا اور ارشاد فرمایا: بازار سے دماغین لیتے جانا۔ میں نے حکم کی تعمیل کی اور گھر واپس آ گیا۔ اس طرح حضور مفتی اعظم کی نوازش وحوصلہ افزائی اور میں مستقل طور پر درس وتدریس میں مشغول ہو گیا"۔[۲۲]

آپ نے تقریباً ۵۵ سال تک درس و تدریس کی مسند کو زینت بخشی اور شخصیت کی تعمیر میں عمر کا گرانمایہ حصہ صرف کیا جس میں آپ نے بڑے بڑے علما، فضلا، عقلائے روزگار، وحید دہر اور نابغۂ عصر شخصیتیں پیدا کیں اور آج آپ کے علم کا فیضان ملک اور بیرون ملک بادل بن کر برس رہا ہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ تاہم چند مشاہیر کے اسما یہ ہیں۔

نامور تلامذہ:

نواسۂ مفتیٔ اعظم مولانا خالد علی خاں، بریلی شریف، یو. پی۔

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضا خاں، بریلی شریف، یو. پی۔

مفتی مجیب اشرف، ناگ پور۔

علامہ جید القادری، مظفر پور (بہار)۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، بنگلور (مہاراشٹر)۔

مولانا عیسیٰ رضوی مرتب سیرت مصطفیٰ جان رحمت۔

مفتی مطیع الرحمٰن رضوی، مظفر پور، بہار۔

مولانا حنیف خاں رضوی، بریلی شریف، یو. پی۔

مفتی محمد صاحب، بریلی شریف، یو. پی۔

مولانا محمد ہاشم نعیمی جامعہ نعیمہ، مرادآباد، یو. پی۔

مولانا محمد حسین ابوالحقانی، بہار۔

مفتی مطیع الرحمٰن رضوی، پورنیہ، بہار۔

مفتی محمد یامین صاحب، بنارس، یو. پی۔

مولانا سعید اختر، بھوجپور۔

مولانا انور علی منظر اسلام، بریلی شریف، یو. پی۔

مفتی ایوب مظہر، پورنیہ، بہار۔

مولانا صغیر احمد جوکھن پوری۔

مولانا تطہیر احمد بریلی شریف، یو. پی۔

بیعت و ارشاد: غوث زمانہ، قطب الارشاد، شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت حضرت سرکار مفتی اعظم مصطفیٰ رضا قادری نوری قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ ۱۹۴۳ء عرس رضوی کے موقع سے شبیہ غوث اعظم تاجدار اہل سنت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا نوری قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

اجازت وخلافت: ۲۵ر صفر المظفر ۱۳۸۰ھ کو عرس رضوی کے موقع سے سید العلما حضرت سید آل مصطفیٰ، برہان ملت، مجاہد ملت، حافظ ملت علیہم الرحمہ جیسے اکابر علما ومشائخ کی موجودگی میں خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اپنے دست کرم سے سر پہ عمامہ شریف باندھا اور سند اجازت پر اپنے قلم سے اس عبارت کا اضافہ فرمایا:

"عممته بعمامتي والبسته جبتي" یعنی میں نے انھیں اپنا عمامہ عطا کیا اور اپنا جبہ پہنایا۔ نیز جس وقت اوراد واذکار کی سند اجازت مرحمت فرمائی تو اس پر تحریر فرمایا:

"قرة عيني و درة زيني محمد تحسين رضا خاں" یعنی میری نگاہ کی ٹھنڈک اور میری آرائش کے گوہر محمد تحسین رضا خاں۔[۲۳]

عقدِ مسنون: آپ کا عقد سعید جناب سعید اللہ خاں صاحب بریلوی کی صاحبزادی سے ۱۵ر ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ/ ۲۶ فروری ۱۹۶۷ء بروز اتوار ہوا۔

اَولادو اَمجاد: آپ کو اللہ تعالیٰ نے ۳ لڑکے اور ایک لڑکی عطا فرمائی۔

(۱) مولانا حسّان رضا خاں، (۲) مولانا رضوان رضا خاں، (۳) محمد صہیب رضا خاں، (۴) عارفہ بیگم۔

صدر العلما اور تقویٰ: اطاعت خداوندی، اتباع سنتِ رسول، فرائض و

واجبات کی پابندی، ارتکاب محرمات سے اجتناب، ترک نفسیات، آداب شریعت کی محافظت، ظاہر و باطن میں یکسانیت، حقوق العباد کی رعایت اور حسنِ اخلاق و کردار کے مجموعہ کا نام ہے تقویٰ وخشیتِ ربانی۔

رضائے الٰہی کی طلب و جستجو میں انہماک و استغراق اور بارگاہ مولیٰ میں عتاب و عقاب کے تصور سے خوف و سراسیمگی ہی تقویٰ وخشیتِ ربانی کا وہ جوہری عنصر ہے جو قرآنِ حکیم کا مطلوب و مقصود ہے۔[۲۴]

تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں۔ نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ممنوعات کو چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، متقی وہ ہے جو شرک و کبائر و فواحش سے بچے۔ بعضوں نے کہا متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔ بعض کا قول ہے تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک معصیت پر اور تقویٰ پر غرور کا ترک تقویٰ ہے۔ بعض کے نزدیک تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کا نام ہے۔ یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں۔

تقویٰ کے مراتب: عوام کا تقویٰ ایمان لا کر بچنا، متوسطین کا اوامر و نواہی کی اطاعت، خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا، تقویٰ کی سات قسم ہے:

(۱) کفر سے بچنا۔ یہ بفضلہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ (۲) بدمذہبی سے بچنا۔ یہ ہر سنی کو نصیب ہے۔ (۳) ہر کبیرہ سے بچنا۔ (۴) صغائر سے بھی

بچنا۔ (۵) مُشتبہات سے احتراز۔ (۶) شہوات سے بچنا۔ (۷) غیر کی التفات سے بچنا۔ یہ اخص الخواص کا منصب ہے اور قرآن کریم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے۔[۲۵]

تقویٰ اور تقویٰ کے مراتب کے بارے میں کچھ مفید باتیں نقل کیں تا کہ متقی کی زندگی کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ صدر العلما مظہرِ مفتی اعظم حضرت علامہ تحسین رضا خان قادری قدس سرہ کی سیرت و کردار کے پر جوش سمندر میں شرعی اقدار اور مذہبی روایات کی پاس داری کی جو موجیں سر ابھار رہی ہیں اس کی اونچائی کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ تاہم ہند و پاک کے چند مشاہیر علما کے تاثرات پیش کردوں تا کہ ان کی تقویٰ شعار زندگی سے آپ بھی کچھ فائدہ حاصل کرسکیں۔

صاحبزادہ سید وجاہت رسول (پاکستان) لکھتے ہیں:

امام مالک کا قول ہے کہ

"علم حدیث کا طالب کا شیوہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ سنجیدہ، بردبار، خدا ترس اور متبع سنت ہو"۔

اس حوالے سے صدر العلما کی حیات اور ان کے کردار کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو وہ اس کسوٹی پر پورا اترتے ہیں۔ علم، تقویٰ، اتباع سنت، اخلاق و سیرت، گفتار و کردار، معاملات و معمولات کسی رخ سے انہیں دیکھیں تو ان کی شخصیت بلند و بالا نظر آتی ہے۔

بحر العلوم حضرت علامہ عبد المنان اعظمی تحریر کرتے ہیں:

"آپ نہ صرف علم، تقویٰ، اتباع سنت میں حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے جانشین تھے بلکہ صورت و سیرت کے اعتبار سے بھی ان کے ہم شبیہ تھے"۔[۲۶]

مفتی شیر محمد خاں رضوی، دار العلوم اسحاقیہ راجستھان لکھتے ہیں:

یوں تو اہل سنت و جماعت میں بیسویں صدی کے اواخر میں کئی عبقری شخصیات منصۂ شہود پر جلوہ بار ہوئیں جن کی علمی، دینی اور تدریسی خدمات زرین حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ یہ سب علما اپنی خدمات دینیہ وعلمیہ اور تقویٰ و طہارت میں نمونۂ اسلاف تھے۔ نہ فقط نمونۂ اسلاف بلکہ چنداں آفتاب اور چنداں ماہتاب تھے۔ ان نفوس طیبہ میں ممتاز شخصیت مظہرِ مفتیٔ اعظمِ ہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خان علیہ الرحمہ تھے، جو اپنے معاصرین میں علم وعرفان، تقویٰ وطہارت کے باعث "مظہرِ مفتیٔ اعظمِ ہند" کے لقب سے ملقب ہوئے۔ آپ کی عبادت وریاضت، طہارت وتقویٰ، ذکر واذکار، شب زندہ داری، خندہ روئی و روشن جبینی کے درخشندہ نقوش ہر مخاطب کو گرویدہ کرنے کے لیے کافی ہوتے۔ [۲۷]

مولانا سید محمد حسینی اشرفی ناگ پوری لکھتے ہیں:

"کہنے کو تو وہ ایک عالم دین تھے مگر حقیقت میں وہ محدثِ اعظم بھی تھے، مفسر اعظم بھی تھے، حق تو یہ ہے کہ علم وفضل کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ علما عوام و خواص نے آپ کی زندگی کو شریعت مطہرہ کے مطابق پایا۔ آپ کے قول و عمل، حرکات وسکنات کو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق دیکھا، آپ کے تقویٰ و پرہیز گاری کی شان بڑی بلند و بالا ہے۔ ان کا باطن خوف خداوندی، خشیت ربانی و پرہیز گاری کا حسن و جمال لیے ہوئے تھا۔ [۲۸]

محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین رضوی جامعہ اشرفیہ مبارک پور لکھتے ہیں:

"آپ تقویٰ وطہارت، علم وعمل اور خلوص وللہیت میں اپنے اسلاف کی سچی

تصویر تھے۔اس لیے آپ کو "مظہر مفتی اعظم" بھی کہا جاتا تھا۔آپ کی شخصیت پر روحانیت کی بڑی گہری چھاپ تھی"۔ ۲۹

یہ تو اکابر علما کے تاثرات تھے جس کا حرف بہ حرف حضرت صدر العلما قدس سرہٗ کے تقویٰ و طہارت کی گواہی دے رہا تھا۔اب چند واقعات نذر قارئین ہیں تاکہ ان تاثرات کو تائید کی زبان مل جائے۔

مولانا محمد حنیف رضوی، استاذ الاساتذہ جامعہ نوریہ بریلی شریف لکھتے ہیں:

"آپ کی حیات طیبہ تقویٰ و طہارت سے عبارت تھی۔آپ کے روزمرہ کے معمولات میں حزم واتقا کے واضح ثبوت تھے۔حقوق اللہ و حقوق العباد دونوں کا ہر دم پاس و خیال رکھتے۔ایک مرتبہ جامعہ نوریہ میں آپ نے دست خط کرنے یا کسی دوسری ضرورت کے پیش نظر جامعہ کے ایک استاذ سے قلم مانگا۔اتفاق سے ان کے پاس بھی قلم نہیں تھا۔انہوں نے قریب میں بیٹھے ہوئے ایک طالب علم سے قلم لے کر حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا۔حضرت دیکھ رہے تھے بچہ نابالغ تھا۔آپ نے وہ قلم لینے سے انکار کر دیا اور ارشاد فرمایا: کسی بالغ سے لیجیے۔اس بچہ کو اپنی چیزیں کسی کو دینا اور لینے کو استعمال کرنا جائز نہیں"۔ ۳۰

مولانا انیس القادری، جامعہ امام احمد رضا ٹھاکردوارہ، مرادآباد لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ آپ جامعہ بدر العلوم جسپور کے سالانہ جلسے میں تشریف لے گئے۔دن میں امتحان لیا اور رات کو جلسے میں شرکت کی۔جب عشا کی اذان ہوئی تو آپ نے وضو کے لیے پانی منگایا (قاری شریف صاحب جو اس وقت وہاں پڑھاتے تھے)۔انہوں نے معلوم کیا حضرت گرم یا تازہ؟ حضرت نے فرمایا گرم ہو تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ سردی کا موسم تھا۔قاری

صاحب نے کہا کہ ابھی گرم کرائے دیتا ہوں۔

مدرسہ میں گرم کرانے کی بجائے قاری صاحب نے جلدی کی وجہ سے مسجد سے منگالیا اور خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اتنی جلدی پانی گرم ہو گیا؟ کسی نے کہہ دیا حضرت مسجد میں گرم پانی موجود تھا اس لیے وہاں سے منگالیا۔ حضرت نے فرمایا کہ مسجد کا گرم پانی غیر مسجد میں استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ وہیں استعمال ہو سکتا ہے۔ اور آپ نے اس پانی سے وضو نہیں فرمایا بلکہ تازہ پانی سے وضو فرمایا"۔ [۱۳]

الحاج محمد ہارون عثمان رضوی، دھمتری (چھتیس گڑھ) لکھتے ہیں:

"حضور امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا قادری، حضرت صدر العلما علامہ تحسین رضا قادری اور آپ کے صاحبزادے مولانا حسان رضا قادری باندرہ، ممبئی میں ایک عقیدت مند کے گھر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ فقیر رضوی بھی اس دستر خوان پر حاضر تھا۔ دوران گفتگو میری زبان سے سنیچر نکل گیا۔ حضرت صدر العلما رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ٹوکا ارے! آپ بھی سنیچر بول رہے۔ حضرت سرکار مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ منع فرماتے تھے۔

اِسراف اسلام کی نظر میں غیر محمود ہے جسے بزرگوں نے کبھی پسند نہیں فرمایا۔ باندرہ ہی میں کسی عقیدت مند کے گھر میں حضرت کا قیام تھا۔ ایک ہال میں گفتگو چل رہی تھی۔ حضرت صدر العلما کو کہیں جانا تھا مگر کسی وجہ سے پروگرام ملتوی ہو گیا۔ حضرت ہال سے اپنے روم میں تشریف لے گئے۔ ہال کی لائٹ بدستور جل رہی تھی۔ کچھ دیر کے بعد جب میں ہال میں آیا تو دیکھا کہ حضرت صدر العلما لائٹ بند کر کے اپنے روم کی طرف واپس ہو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا، حضور

کیا بات ہے۔ فرمایا یہاں کوئی نہیں ہے اور بلاوجہ لائٹ جل رہی ہے اس لیے میں نے بجھادی ہے۔ یہ اسراف ہے۔ جہاں ضرورت وہاں جلانا چاہیے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں کھلے دل سے یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ موصوف ﷫ کی زندگی ہر رخ سے بے مثال اور شریعت و سنت کے پیکر میں ڈھلی ہوئی تھی"۔[۴۲]

حضرت صدر العلما کی بڑی ہمشیرہ فرماتی ہیں:

"تقویٰ کا تو یہ عالم تھا کہ اگر بارش وغیرہ کی وجہ سے اماں کہتیں کہ آج مدرسہ مت جاؤ، تو کہتے امی جان! تو پھر اس دن کی تنخواہ لینا بھی حرام ہوگی"۔[۴۳]

صدر العلما اور چند کرامتیں: اسلام و سنت پہ عمل اور شریعت پر استقامت، یہ سب سے بڑی کرامت ہے۔ حضرت صدر العلما کی زندگی کا ہر ورق اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ حلم و بردباری، اخلاق و مروت، تواضع و انکساری، شریعت کا التزام، سفر و حضر میں باجماعت نماز کی پابندی، حسن کردار اور حرارت عمل میں آپ کا جواب نہیں تھا۔ مگر عوام الناس میں ولی اسے کہتے ہیں جو کرامت دکھائے اس لیے ان کی تسکین نظر کی خاطر چند کرامتیں پیش ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح اعلیٰ حضرت تین بھائی تھے اور اوسط (بیچ) کا پہلے وصال ہوا ویسے ہی تین بھائیوں میں میں بھی اوسط ہوں اور جد امجد استاذ زمن کی طرح پہلے میں ہی اس دار فانی سے رخصت ہو کر دار البقا کی طرف کوچ کروں گا۔[۴۴]

چند سال قبل بائسی پورنیہ بہار تشریف لے گیے۔ دو تین روز مسلسل پروگرام کے بعد کٹیہار سے بریلی شریف تک واپسی کا ٹکٹ تھا۔ دار العلوم تنظیم المسلمین

بانسی میں قیام پذیر تھے۔ صبح سے ہی موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ ادھر گاڑی کا وقت بھی ہو رہا تھا۔ آپ نے ایک سفید کپڑا منگوایا۔ اس پر کچھ تحریر فرمائی اور اس کپڑے کو ایک لمبے بانس میں باندھ کر دار العلوم کے صحن میں گاڑنے کا حکم دیا۔ ادھر بانس کا گاڑنا تھا کہ بادل چھٹا اور اسی وقت بارش تھم گئی اور حضرت علما کے ہمراہ اسٹیشن کے لیے روانہ ہو گئے۔ اسٹیشن پہنچے اور بریلی شریف جانے والی ٹرین پر سوار ہو گئے۔ ہمراہ جانے والے علما جب واپس دار العلوم پہنچے تو دوبارہ پہلے کی طرح بارش شروع ہوگئی۔ [۳۵]

۲۶ ر محرم الحرام ۱۴۲۴ھ کی بات ہے کہ حضور صدر العلما بانسی علاقے میں "امام احمد رضا کانفرنس" میں شرکت کے لیے تشریف لائے۔ کانفرنس کے دوسرے روز مدرسہ بحر العلوم میں آپ کا قیام تھا۔ بیعت وارشاد کا سلسلہ شروع ہوا اور یہ سلسلہ دن کے بارہ بجے تک چلتا رہا۔ پھر آپ نے کھانا تناول فرمایا۔ خادم نے کہا کہ آپ حضرات باہر تشریف لے جائیں، حضرت تھوڑی دیر آرام فرمائیں گے۔ جب خادم آرام کے لیے بار بار اصرار کرنے لگے تو آپ نے فرمایا، ایک بچہ مرید ہونے کے لیے آ رہا ہے۔ پہلے اسے مرید کر لیں پھر آرام کریں گے۔ جب حضرت نے یہ فرمایا تو لوگ آس پاس کے کمرے والوں سے پوچھنے لگے۔ پتہ چلا کہ اب کوئی مرید ہونے کے لیے نہیں بچا ہے لہذا جب سب لوگ حجرے سے باہر نکل گئے اور خادم نے اندر سے دروازہ بند کر لیا تو کچھ لوگوں نے دیکھا کہ سامنے سڑک پر ایک جیپ رکی اور ایک مولانا صاحب اپنے بچہ کو لے کر جیپ سے اترے اور قریب آ کر پوچھا کہ حضرت کس کمرے میں قیام فرما ہیں، مجھے اپنے بچہ کو حضرت سے مرید کروانا ہے۔ [۳۶]

صدر العلما اور جہانِ دین و دانش: تاجدار اہل سنت، شہزادہ اعلیٰ حضرت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اگر کسی کو اولاد کرے تو "صاحب" (حضرت صدر العلما کے والد گرامی جنہیں اہل خاندان صاحب کہتے تھے) کی طرح اولاد کرے۔ پھر فرمایا کہ "صاحب" کے تینوں لڑکے باصلاحیت و بالیاقت، ذی ہوش اور خوب ہیں مگر ان میں تحسین کا جواب نہیں۔ تحسین رضا واقعی تحسین ہیں"۔ ۳۷

ڈاکٹر پروفیسر سید امین میاں مارہرہ شریف لکھتے ہیں:

"حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ خانوادۂ رضویہ کے گل سرسبد اور ہماری جماعت کے بہترین عالم اور مدرس تھے، سادہ لوحی اور منکسر المزاجی کا بہترین نمونہ اور اپنے اسلاف کے سچے وارث تھے"۔ ۳۸

جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ مفتی اختر رضا قادری ازہری، بریلی شریف لکھتے ہیں:

"خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے ایک عظیم بزرگ کی حیثیت سے ان کا وجود باوجود خاندان کے لیے بڑی رونق تھا۔ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو "گل سرسبد" فرمایا واقعی وہ گلزار رضویت کے ایک منفرد مہکتے ہوئے پھول تھے۔ ان کے مستفیدین و تلامذہ کی ایک لمبی فہرست ہے۔ مجھے بھی ان سے گاہے گاہے کچھ استفادہ کا اتفاق ہوا۔ ۳۹

بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی لکھتے ہیں:

"مخدوم گرامی حضرت علامہ تحسین رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک عالی شان خاندان کے باوقار عالم دین تھے اور دین اسلام کے ایک بے مثال رہنما، سادگی جن کا

حسن ذاتی اور کم گوئی جن کے جمال گفتار کی زینت، خوبی اخلاق اور پاکیزگی عمل ان کا اسوۂ حسنہ، طہارت فکر اور اصابت رائے ان کی دانش و بینش، ان کی زندگی سلف صالحین کی زندگیوں کا آئینہ اور ان کی بندگی و اصلاح حق کی معرفتوں کا گنجینہ، تصنع اور بناوٹ سے پاک، نمائش اور ریا سے آزاد اور حق بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں کی یہی علامت و پہچان ہے۔

حضرت مولانا جامع العلوم استاذ تھے۔ قرآن و حدیث جس شان سے پڑھاتے تھے، اسی طنطنہ سے منطق و فلسفہ کا بھی درس دیتے تھے، معانی و بیان کی نکتہ سنجیوں کے ساتھ ساتھ متنبی اور حریری کے لطائف ولذائذ کی بھی داد دیتے تھے۔

یہ آج کون اٹھا خاکدان گیتی سے
کہ جس طرف بھی نظر جائے ہو کا عالم ہے [۱۴۰]

حضرت مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''حضرت صدر العلما علامہ مولانا تحسین رضا نور اللہ مرقدہ موجودہ دور میں خاندان رضویہ کے بڑے مولانا اور معتمد مشائخ میں تھے۔ متانت و سنجیدگی، تواضع و انکساری اور صبر و تحمل کے حامل تھے، تقویٰ و طہارت اور شریعت پر سختی سے عامل تھے اور ہر خاص و عام میں مقبول تھے۔ آپ بیک وقت عمدہ مفتی، اعلیٰ مدرس اور علم حدیث وفقہ و تفسیر میں ماہر تھے''۔[۱۴۱]

مفتی اعظم راجستھان مولانا محمد اشفاق حسین نعیمی لکھتے ہیں:

''مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلما علامہ تحسین رضا قادری رضوی گلستان رضوی کے مہکتے پھول تھے جس کی خوشبو دور دور تک پھیلی ہوئی تھی، علم و فضل میں اپنی

مثال آپ تھے۔ آپ کے علم وفضل کا روح پرور منظر میں نے اس وقت دیکھا جب آپ دارالعلوم اسحاقیہ کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے زرّیں موقع پر ختم بخاری شریف کراتے۔ آپ اپنی زبان فیض ترجمان سے احادیث کریمہ کے ایسے نکات علمیہ بیان کرتے جس سے پوری محفل جگمگا اٹھتی اور ایک علمی و روحانی سماں بندھ جاتا۔ معلوم ایسا ہوتا کہ مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی فیضان کی بارش موسلا دھار ہو رہی ہے اور ایسا محسوس ہوتا کہ انوار الٰہی کا نزول ہو رہا ہے۔ بلاشک وشبہ آپ علم وفضل میں حضور مفتی اعظم کے مظہر اتم تھے، وقار عالمانہ، طبیعت میں سادگی اور متانت وسنجیدگی تھی۔ سیرت وصورت اعلیٰ اور اخلاق و کردار بہت بلند تھا"۔ [۴۲]

علامہ عبدالحکیم شرف قادری قدس سرہ (پاکستان) لکھتے ہیں:

"وہ امام احمد رضا بریلوی کے خاندان کے چشم و چراغ، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فیض یافتہ اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی قادری علیہ الرحمہ کے شاگرد تھے۔ آپ علم وعمل، تقویٰ وطہارت اور اخلاص وسادگی میں اپنے اسلاف کے یادگار تھے۔ انہیں اگر گلشن بریلی کا دل نواز اور روح پرور گل تر کہیں تو بے جانہ ہوگا"۔ [۴۳]

مفکر اسلام علامہ قمر الزماں خاں اعظمی ☼ ورلڈ اسلامک مشن، مانچسٹر، انگلینڈ لکھتے ہیں:

"ان (علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ) کی تدریسی خدمات کم وبیش نصف صدی پر محیط ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی علم دین کی خدمت میں گزاری۔ انہوں نے کئی ہزار طالبان علوم نبوت کو علم دین سے آراستہ فرما کر اس قابل

بتایا کہ وہ دنیا کے مختلف ملکوں میں اسلام اور علوم اسلامیہ کی خدمات انجام دیں"۔ ۴۴

علامہ رضا المصطفےٰ اعظمی، پاکستان لکھتے ہیں:

"حضرت علامہ تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ انتہائی ذی استعداد، فاضل محدث و نامور محنتی مدرس تھے اور اس کے علاوہ آپ بہت ہی عظیم دینی روحانی شخصیت کے حامل تھے۔ آپ صحیح معنوں میں علم وتقویٰ میں مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین تھے"۔ ۴۵

نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ شاہ منان رضا خاں، بریلی شریف لکھتے ہیں:

"صدر العلماء، بدر العرفا، استاذ الاساتذہ، مظہرِ مفتیِ اعظم، مرجع فضلائے عالم میرے عم مکرم اور استاذ محترم حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ جامع کمالات، شفقت ومحبت کا برستا سحاب، گلشن رضویت کی بہار، علوم وفنون کا بحرِ ذخار، تفسیر وفقہ کے خورشید، علم رجال اور فن حدیث میں فرد فرید تھے"۔ ۴۶

ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد (پاکستان) لکھتے ہیں:

"مخدوم ملت علامہ تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ علم وفضل، زہد وتقویٰ، تواضع، انکساری میں یگانہ روزگار تھے۔ سادہ لباس، سادہ مزاج، سادہ گفتار، ان کی اداؤں میں خود پسندی یا خودنمائی کا شائبہ تک نہ تھا۔ ان کے چہرے پر سلف صالحین کا نور ونکھار تھا، جیسے صدر الافاضل کے چہرے پر، جیسے ابوالبرکات کے چہرے پر، جیسے حضرت برہان ملت کے چہرے پر، جیسے مفتی مظہر اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر"۔ ۴۷

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، بنگلور لکھتے ہیں:

"استاذ محترم مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ تحسین رضا قادری قدس سرہٗ کا

علمی، ادبی، فنی اور فقہی قد بہت بلند تھا۔ آپ متانت و سنجیدگی، حسن اخلاق اور شائستگی کے پیکرِ جمیل تھے، آپ کی پرنور شخصیت کی تعمیر میں تاجدار اہل سنت سیدی سرکار مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ کا بہت بڑا کردار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی رعنائی فکر، تقویٰ کا جمال، تدریسی کمال، مزاج کی شگفتگی، حسن اخلاص، شرعی التزام، جذبہ خدمت خلق، بذلہ سنجی، ظرافت طبع، شانِ افتا، درک حدیث اور جملہ علوم پر کامل عبور دیکھ کر اکابرین نے مظہرِ مفتی اعظم کے لقب سے یاد کیا۔

قاضیٔ مہاراشٹر مفتی اشرف رضا قادری ممبئی لکھتے ہیں:

''آپ شریعت و طریقت کے سنگم تھے اور علم و عمل کے جامع تھے، حضور اقدس ﷺ کے ارشاد ''مومن سادہ ہوتا ہے'' کی مکمل تفسیر و آئینہ تھے۔ مخلص، منکسر المزاج اور منفرد المثال شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے وعظ و بیان میں درد تھا، دل میں دین و ملت کے لیے اضطراب تھا، حق گوئی آپ کا شیوہ تھا، معروف کی دعوت دینا اور منکر سے منع کرنا آپ کی عادت تھی۔ آپ نے پوری زندگی علمی و دینی خدمات کے لیے وقف کر دی تھی''۔ [۴۸]

صدر العلما اور سادگی: مولانا مشکور احمد رضوی لکھتے ہیں:

''تواضع و انکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ کے کسی انداز سے یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ آپ عظیم مرتبے کے مالک ہیں۔ جہاں بٹھایا جاتا بیٹھ جاتے، جہاں لے جایا جاتا تشریف لے جاتے، جہاں ٹھہرایا جاتا ٹھہر جاتے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جامعہ نوریہ میں جلسہ دستار تھا۔ درمیان میں مغرب کا وقت آ گیا۔ حضرت وضو کر کے تشریف لائے اور بجائے منبر کے نیچے عام مجمع میں بیٹھ گئے۔ نماز پڑھانے کے لیے جب امامت کا مسئلہ آیا تو لوگوں نے

حضرت کو باصرار امامت کے لیے منتخب کیا"۔ ۴۹ے

حضرت کے خلف اوسط جناب محمد رضوان خاں صاحب نوری رقم طراز ہیں:

"ابا جان اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں عار محسوس نہیں فرماتے تھے۔ گھر کا سامان بازار سے خود ہی خرید کر لاتے، ہمارے یہاں کوئی خادم نہیں تھا۔

ہمارے یہاں ایک مکان تھا جس کی چھت کڑیوں کی تھی اور اوپر کھپریل پڑی ہوئی تھی۔ موسم برسات میں ابا جان خود ہی کھپریل کو درست کر لیا کرتے تھے۔

ابا جان لوگوں کی دعوت پر پورے ہندوستان کا سفر فرماتے تھے۔ ایسے مقامات پر بھی جانا ہوتا جہاں سواری کا معقول بندوبست نہیں ہوتا، بلکہ ٹرین اور بس سے اتر کر بیل گاڑی یا گھوڑے تانگے سے جانا پڑتا۔ ایک بار حضور تاج الشریعۃ جانشین مفتیٔ اعظم حضرت علامہ اختر رضا قادری نے ابا جان سے فرمایا آپ اتنی کمزوری میں بہار، بنگال اور دیہاتی علاقوں کا سفر نہ کیا کریں، تکلیف ہوتی ہے۔ ابا جان نے جواب دیا کہ جب میں خراب راستوں والے علاقہ میں جاتا ہوں تو لوگ بتاتے ہیں کہ پہلے مفتی اعظم ہند یہاں آتے تھے اور اب آپ آئے ہیں تو میں سوچتا ہوں کہ ۲۵ سال پہلے حضور مفتی اعظم ہند کس طرح یہاں پہنچے ہوں گے اور بہار کے لوگ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں"۔ ۵۰ے

مولانا مختار احمد قادری بہیڑی لکھتے ہیں:

"بہار، بنگال وغیرہ میں پسماندہ دیہاتوں کے لوگ ناہموار راستوں میں بیل تانگوں میں بٹھا کر آپ کو گاؤں، گاؤں لے جاتے مگر میں یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتا تھا کہ آپ کسی ناراضگی و کراہت کا اظہار کیے بغیر بلا تکلف ان بیل

تانگوں میں سوار ہو کر پورے علاقے کا دورہ فرمایا کرتے تھےاور گاؤں گاؤں جا کر اعلیٰ حضرت کا پیغام اور مفتیٔ اعظم کا فیضان پہنچاتے تھے۔
گاؤں کے غریب لوگ حصول برکت کے لیے اپنے اپنے گھروں میں لے جانا چاہتے تھے۔ آپ بغیر کسی ناگواری کے ان کے گھروں میں بھی تشریف لے جاتے اور جو کچھ دستر خوان پر حاضر کرتے بلا تکلف اسے حسب خواہش تناول فرماتے۔ وہ مفتیٔ اعظم رضی اللہ عنہ کی روایتوں کے پاسبان تھے۔ انہیں مسلک کا کام کرنا تھا جو انہوں نے خوب کیا، سچے دل سے کیا، پورے اخلاص کے ساتھ کیا، مفتیٔ اعظم کی پیروی کرتے ہوئے گاؤں گاؤں جا کر کیا، گھر گھر پہنچ کر کیا"۔ ۵۱

مولانا محمد تطہیر احمد بریلوی لکھتے ہیں:

"میں نے حضور صدر العلما کو کانکر ٹولہ کی دکانوں سے سودا خریدتے دیکھا ہے۔ میں نے انہیں صبح چائے ناشتے کے لیے ڈبے کا دودھ اور بریڈ بسکٹ وغیرہ بھی لاتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایسا نہیں کہ ان کے پاس لانے والے نہیں تھے، بات تو یہاں سادہ مزاجی اور درویشی وفقیری کی ہے۔
چلنے پھرنے، اوڑھنے پہننے، بیٹھنے اٹھنے، کھانے پینے اور گفتگو کرنے میں سادگی کا یہ عالم کہ جیسے انہیں یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ میں کون ہوں، کس خاندان سے، کتنا بڑا عالم، کتنے میرے شاگرد ہیں اور مریدوں کا حلقہ کتنا وسیع ہے"۔ ۵۲

چکھکیں جو مظفر پور شہر سے تقریباً ۴۰ کلو میٹر کے فاصلے پر جانب جنوب واقع ہے، وہاں سالانہ جلسۂ دستار بندی میں حضرت صدر العلما کی تشریف آوری ہوئی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مناظر اہل سنت، فقیہ بے بدل حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن رضوی مظفر پوری وہاں کے ناظم اعلیٰ اور رئیس الاساتذہ

تھے۔اس جلسہ میں فقیر مرتب کتاب کے خسر محترم جناب نورالہدیٰ صاحب رضوی بھی گئے ہوئے تھے۔ اختتام جلسہ پر قیام گاہ پر حاضر ہوئے۔شرف نیاز حاصل کیا۔دست بوسی وقدم بوسی کی اور فقیر مرتب کے حوالے سے اپنا تعارف کرایا۔حضرت صدرالعلما صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا، ہاں ہاں! میں انہیں خوب جانتا ہوں،خسر محترم نے موقع غنیمت جانا اور صبح کے ناشتہ کی دعوت دے دی۔حضرت نے بطیب خاطر قبول فرمایا اور صبح کو رکشہ پر سوار ہو کر ان کے گھر تشریف لے گئے۔ماحضر تناول فرمایا، ڈھیر ساری دعائیں دیں اور سب سے بڑی کرامت یہ کہ جو لوگ تبلیغی جماعت سے متاثر ہو چکے تھے حضرت صدر العلما کے پرنور، باوقار چہرے کو دیکھ کر درجنوں حضرات نے بدعقیدگی سے توبہ کی اور ہمیشہ ہمیش کے لیے غلامی میں داخل ہو گئے(بروایت ڈاکٹر محمد ضیاءالحق رضوی)۔

تبلیغی دورے: آپ نے اصلاح وتذکیر، دعوت وتبلیغ اور ارشاد و ہدایت کے لیے ملک اور بیرون ملک کے خوب دورے کیے تاکہ گھر گھر سنتوں کا چراغ روشن کیا جائے۔شریعت مصطفوی کو عام کیا جائے، مسلک اعلیٰ حضرت سے قریب کیا جائے اور مفتیٔ اعظم کے فیضان سے ہر دل کو نہال کر دیا جائے۔ لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مرید ومتوسلین موجود ہیں جن کے ہاتھوں میں آپ نے چراغ ہدایت دے کر متبع دین وسنت بنا دیا۔

حج وزیارت: پروردگار عالم نے آپ کو حج وزیارت کی سعادت سے بھی مشرف فرمایا۔۱۹۸۶ء میں بیت اللہ کی حاضری اور زیارت مدینہ کی برکتوں سے فیضیاب ہوئے۔

شاعری: نعت گوئی کی تاریخ نہایت پرانی ہے۔حضرت حسان بن ثابت

اور حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ سے حضرت بومیری، حضرت جامی، حضرت رومی، حضرت حافظ شیرازی، حضرت سعدی اور حضرت کفایت علی کافی سے لے کر حضرت تحسین بریلوی تک شعرائے اسلام کی ایک لمبی فہرست نظر آتی ہے جنہوں نے ثنائے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کو وظیفہ بنا کر اپنے عشق کی آسودگی کا اہتمام کرتے رہے اور نعتیہ شعر وسخن کے رخسارو کاکل کو سنوارنے کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

نعت کا اصل مصدر قرآن حکیم ہے۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نعت گوئی میں نے قرآن پاک سے سیکھی۔ بلاشبہ پورا قرآن شریف رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور مدح وثنا ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ اپنی ایک نعت کے مقطع میں فرماتے ہیں:

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے پھر ممکن ہے کب مدحت رسول اللہ کی

گویا نعت نگاری آقائے کونین سے حضوری کا وسیلہ بھی ہے اور مقدس عبادت بھی۔ لیکن یہ بھی مسلمات سے ہے کہ انہیں اشعار میں بلندی، جامعیت، بالیدگی، نکھار اور اثر خیزی آتی ہے جن کے یہاں عشق صادق اور محبت کامل ہو۔ نعت کہنا دراصل تصور میں کوچہ جاناں کا پھیرا لگانا ہے۔ عشق جب گنبد خضریٰ سے کرنیں سمیٹتا ہے، خیال دہلیز مصطفیٰ کا بوسہ لیتا ہے اور فکریں جب صحرائے مدینہ سے خوشبو کشید کرتی ہے تو لفظ لفظ کوثر زم زم سے وضو کرکے محراب نعت میں سجدہ ریز نظر آتا ہے اور پھر احساسات وجذبات کے ساتھ زبان وقلم سبھی مہک اٹھتے ہیں۔

شاعری کا اصل جوہر یہ ہے کہ سننے کے بعد روح کو گرما دے، دل و دماغ کو مسحور کر دے اور پوری محفل میں کیف و طرب، لذت و مسرت اور نور و سرور کا جام چھلکا جائے۔

حضرت مظہر مفتیٔ اعظم، صدر العلما تحسین رضا ﷫ اپنے خاندانی ڈگر پر چلتے ہوئے علوم اسلامیہ کے تمام شعبوں کو فروغ و ارتقا کی راہ دکھائی ہے۔ اپنے اجداد کی پیروی کرتے ہوئے نعتیہ شاعری کو اپنی روح کی تسکین، دل کا قرار اور غم ہجراں کے علاج کا وسیلہ بنایا۔ جب بھی مدینے کی یاد آتی ہے دل بے قرار ہو جاتا اور اشکوں کی سوغات لے کر تصور کے قدم سے اپنے نبی کے قدموں میں حاضر ہو جاتے۔

حضرت تحسین بریلوی نے اپنا شعری سفر طے کرنے کے لیے امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی، استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی، سرکار مفتیٔ اعظم اور اپنے والد گرامی استاذ العلما علامہ حسنین رضا قادری بریلوی علیہم الرحمہ کے نقوش پا کو خضر راہ بنایا۔ یہ مقام افسوس ہے کہ اب تک ان کا کوئی دیوان شائع نہیں ہو سکا۔ مگر جس قدر اشعار دستیاب ہیں انہیں پڑھیے تو ایسا لگتا ہے ہر شعر سے عشق و عقیدت کا نور چھن رہا ہے اور شوخیٔ فکر کی ایک دنیا آباد ہے۔ میرے ان جملوں کی تائید کے لیے کہیں باہر سے دلیل لانے کی ضرورت نہیں، خود حضرت ممدوح کی زبان فیض ترجمان سے سنئے۔ فرماتے ہیں:

> ”میں ایک نشست میں نعت پاک پڑھ رہا تھا۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند قبلہ بھی وہاں موجود تھے۔ بہت غور سے میرے کلام کو سنتے رہے۔ جب میں نے مقطع پڑھا تو بہت داد دی اور فرمایا سبحان اللہ اتنا اچھا کلام کہتے ہو، میرا تو یہ

گمان تھا کہ تم اپنے دادا میاں (حضرت استاذ زمن حسؔن رضا خاں حسن بریلوی) کا کلام پڑھ رہے ہو"۔ ۵۳ے

جس طرح ان کی زندگی تصنع اور بناوٹ سے خالی ہے، یوں ہی ان کی شاعری بھی تکلف سے پاک ہے۔ وہ لفظوں کی سرحد پر حسن معنی کو قربان کرنے کے عادی نہیں بلکہ ان کی شاعری میں عشقِ رسالت کی کسک اور روح محبت کی چیخ صاف سنائی دیتی ہے۔ نہ خیال میں ژولیدگی اور نہ فکر میں پیچیدگی۔ نہایت صاف ستھری اور سادہ زبان میں گہری سے گہری باتیں کہنے کا ہنر معلوم تھا۔ ان کا کلام پڑھنے سے ایسا لگتا ہے کہ ہر شعر سے لطف و کیف، حسن کاری و تازگی، سلاست و روانی اور جمالیاتی ادب کا نور برس رہا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ گھر کے ماحول اور تجربے کی آنچ نے ان کی شاعری کو دو آتشہ بنا دیا تھا۔ آپ کے اشعار میں امام احمد رضا کی تابانیٔ عشق، استاذ زمن کی تقدیس فکر، حضور مفتیٔ اعظم کے خیالوں کی بلندی اور ان کے والد محترم حضرت حسنین رضا قادری علیہم الرحمہ کی محبت رسول کی جلوہ گری نظر آئے گی۔ آپ کی شاعری میں صرف واردات قلب کا اظہار ہی نہیں ہے بلکہ ماضی کی روشن اور صالح روایتوں کی پاسداری بھی ملے گی۔ مضمون آفرینی، سلاست و روانی، جذب و کیف، عشق کا گداز، جذبوں کی صداقت، محبت کی سرمستی، فن کی پختگی اور شریعت کا التزام دیکھنا ہو تو آیئے آپ بھی ان کے اشعار کی نورانی فضا کی سیر کیجئے اور خامہ تحسین سے ابلتے ہوئے عشق وعقیدت کے چشموں سے اپنی روحانی تشنگی کا علاج کیجئے۔

منتخب کلام

مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں
تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلبِ مضطر میں

مجھے پہنچا گیا ذوقِ طلب دربارِ سرور میں
مسرت کلبلا اٹھی نصیب دیدۂ تر میں

انہیں قسمت نے ان کی رفعت افلاک بخشی ہے
گرے جو اشک آنکھوں سے مری ہجر پیمبر میں

گنہگاروں کے سر پر سایہ ہے جب ان کی رحمت کا
سوا نیزے پہ آ کر شمس کیا کر لے گا محشر میں

مرے بخت سیہ کو تو اگر چاہے بدل ڈالے
ترے رحمت کو کافی دخل حاصل ہے مقدر میں

مدد اے ہادی امت نوائے بے نوایاں سن
چراغِ بے کسی تھرا رہا ہے بادِ صرصر میں

مری ہر آرزو کا ماحصل تحسیںؔ بس یہ ہے
کسی صورت پہنچ جاؤں میں دربارِ پیمبر میں

❀ ❀ ❀

کرے مدح شہ والا، کہاں انساں میں طاقت ہے
مگر ان کی ثنا خوانی، تقاضائے محبت ہے

نہاں جس دل میں سرکار دو عالم کی محبت ہے
وہ دل مومن کا دل ہے، چشمۂ نورِ ہدایت ہے

میں دنیا کی خوشی ہرگز نہ لوں دے کر غمِ آقا
یہی غم تو ہے جس سے زندگی اپنی عبارت ہے

فلک کے چاند تارے تم سے بہتر ہو نہیں سکتے
رہ طیبہ کے ذرو! تم پہ آقا کی عنایت ہے

اسے کیا خوف خورشیدِ قیامت کی تمازت کا؟
جو خوش انجام زیرِ سایۂ دامانِ حضرت ہے

مچل جائے گی رحمت دیکھ کر مجرم کو محشر میں
وہ مجرم جس کے لب پر نامِ سرکارِ رسالت ہے

بدل سکتے ہیں حالاتِ زمانہ آج بھی تحسینؔ
مگر ان کے نگاہِ فیض ساماں کی ضرورت ہے

❁ ❁ ❁

جس کو کہتے ہیں قیامت، حشر جس کا نام ہے
درحقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے

عظمت فرق شہ کونین کیا جانے کوئی
جس نے چومے پائے اقدس عرش اس کا نام ہے

آ رہے ہیں وہ سرِ محشر شفاعت کے لئے
اب مجھے معلوم ہے جو کچھ مرا انجام ہے
تو اگر چاہے تو پھر جائیں سیہ کاروں کے دن
ہاتھ میں تیرے عنان گردش ایام ہے
روئے انور کا تصور، زلف مشکیں کا خیال
کیسی پاکیزہ سحر ہے کیا مبارک شام ہے
دل یہ کہہ کر رو طیبہ میں بہلاتا ہوں میں
آ گئی منزل تری بس اور دو اک گام ہے
ساقیٔ کوثر کا نام پاک ہے وردِ زباں
کون کہتا ہے کہ تحسین آج تشنۂ کام ہے

❁ ❁ ❁

امام الانبیاء تم ہو رسول مجتبیٰ تم ہو
جو سب کے پیشوا ہیں ان کے آقا پیشوا تم ہو
حقیقت آپ کی سمجھیں تو کیا سمجھیں خرد والے
خدا والے یہ کہتے ہیں خدا جانے کہ کیا تم ہو
تمہاری واقعی توصیف ہم سے غیر ممکن ہے
کہ ہم جو کچھ کہیں اس سے حقیقت میں سوا تم ہو
خدا دیتا ہے تم تقسیم کرتے ہو زمانے کو
میان خالق و مخلوق محکم واسطہ تم ہو

مجھے پرواہ نہیں موجیں اٹھیں طوفان آ جائیں
شکستہ ہے اگر کشتی تو غم کیا ناخدا تم ہو

وہ کعبہ ہے جہاں سر جھک رہے ہیں اہل عالم کے
مگر کعبہ بھی جس کے سامنے خم ہو گیا تم ہو

دل تحسینؔ سے غم کی گھٹائیں چھٹ گئیں آقا
سنا ہے جب سے اس نے شافعِ روز جزا تم ہو

❁ ❁ ❁

جو ہر شیٔ کی حقیقت ہے جو پنہاں ہے حقیقت میں
اسی کے حسن کا جلوہ ہے اس شمع رسالت میں

مرے دل میں محبت ہے مرا دل ہے عبادت میں
تصور میں مدینہ ہے میں ہوں ہر وقت جنت میں

نبی کے اک اشارہ سے قمر کیونکر نہ ہو ٹکڑے
کہ فطرت کار فرما ہے حجابات نبوت میں

میں کہہ دوں گا قیامت میں کہ روز امتحاں ہے وہ
مرا ایماں محبت ہے مجھے جانچو محبت میں

ترا دل تو ہے جنت میں مرے دل میں ہے وہ جنت
یہی تو فرق ہے زاہد عبادت میں محبت میں

وہ مسلم جس کو تو نے خاص رحمت سے نوازا تھا
وہ اب بے حد پریشاں ہے وہی ہے اب مصیبت میں

پیمبر کی حقیقت کو کوئی تحسیںؔ کیا سمجھے
جو مقطع ہے تخیل کا وہ مطلع ہے نبوت میں

❁ ❁ ❁

رسولوں میں بایں صورت امام المرسلیں آئے
کہ جیسے بزم انجم میں کوئی ماہ مبیں آئے

خبر کیا ہم کو زاہد راستے میں تجھ پہ کیا گذری
مدینہ سے جو ہم نکلے تو فردوس بریں آئے

تری ذات مبارک وجہِ تخلیقِ دو عالم ہے
بہ الفاظ دگر تیرے لیے دنیا و دیں آئے

سر محشر نگاہ منتظر تو جن کی جویا ہے
ابھی آئے، ابھی آئے، یہیں آئے، یہیں آئے

جو مجنوں بن کے کھو جائے خیالِ دشتِ طیبہ میں
اسے آغوش میں لینے نہ کیوں خلدِ بریں آئے

زمانہ مبتلا تھا وہم کی پوجا میں سر تا پا
ترے قدموں کی برکت ہے کہ آدابِ یقیں آئے

❁ ❁ ❁

اگر ذوقِ عمل کو آج امیر کارواں کر لیں
بدل کر پھر وہی پہلی سی تقدیرِ جہاں کر لیں

وہ سنتے ہیں زمانہ سرگزشت غم سناتا ہے
ذرا موقع جو مل جائے تو کچھ ہم بھی بیاں کر لیں

ادھر آؤ بہت ممکن نشان راہ مل جائے
یہ ہیں نقش قدم بڑھ کر تلاش کارواں کر لیں

لپٹ کر ان کے دامن سے مچل کر ان کے قدموں پر
ہم اپنی پستیوں کو پھر حریف آسماں کر لیں

دیار پاک کے کانٹوں سے کر کے دوستی ہم دم
ریاض خلد کے پھولوں کو اپنا رازداں کر لیں

نظر میں جذب ہیں رنگینیاں گلزار طیبہ کی
جہاں چاہیں وہاں پیدا نیا باغ جناں کر لیں

وفور شوق میں مل کر جبیں کو آستانہ سے
نشان سجدۂ توحید کو جنت نشاں کر لیں

یہیں سے رحمتوں کا ساتھ ہو جائے اگر تحسینؔ
کسی کے ذکر کو حرف اخیر داستاں کر لیں

❁ ❁ ❁

وجہ تخلیق دو عالم عالم آرا ہو گیا
آج دنیا کو غم دنیا گوارا ہو گیا

ڈوبنے والے نے ان کا نام نامی جب لیا
موج ساحل بن گئی طوفاں کنارا ہو گیا

اللہ اللہ نشۂ صہبائے الفت کا سرور
دل کی آنکھیں کھل گئیں ان کا نظارا ہو گیا

مرحبا اے وسعت ذیل خطا پوش نبی
عاصیوں کو منھ چھپانے کا سہارا مل گیا

شوق سے مجھ کو فرشتے لے چلیں سوئے جحیم
میں نہ بولوں گا اگر ان کو گوارا ہو گیا

بس ابھی ہوتے ہیں طے یہ نیک و بد کے مرحلے
آپ یہ فرما تو دیں تحسیںؔ ہمارا ہو گیا

❁ ❁ ❁

ارمان نکلتے ہیں دل کے آقا کی زیارت ہوتی ہے
کون اس کو قیامت کہتا ہے ایسی بھی قیامت ہوتی ہے

طیبہ کا تصور کیا کہئے اک کیف کی حالت ہوتی ہے
جس سمت نگاہیں اٹھتی ہیں بس سامنے جنت ہوتی ہے

احساس فزوں جب ہوتا ہے اس باب کرم سے دوری کا
وہ قلب ہی جانے بے چارہ جو قلب کی حالت ہوتی ہے

ہے ان کی رضا پر حق کی رضا اور ان کا کیا ہے حق کا کیا
جو ان کا ارادہ ہوتا ہے وہ حق کی مشیت ہوتی ہے

اس باعث خلق عالم کا جب نام لبوں پر آتا ہے
راحت سے بدل کر رہتی ہے جو کوئی مصیبت ہوتی ہے

طیبہ کی بہار دلکش کا جب تذکرہ کوئی کرتا ہے
اس وقت مریض الفت کی کچھ اور ہی حالت ہوتی ہے

مختارِ جہاں ہیں وہ تحسینؔ جو مانگو وہ ان سے ملتا ہے
تقسیم انہیں کے در سے تو کونین کی دولت ہوتی ہے

○ ○ ○

مئے محبّتِ نبی سے جس کا دل سرشار ہو جائے
وہ دانائے حقیقت واقفِ اسرار ہو جائے

زیارت روضۂ سرکار کی اک بار ہو جائے
پھر اس کے بعد چاہے یہ نظر بے کار ہو جائے

کرم ان کا اگر اپنا شریک کار ہو جائے
تلاطم خیز طوفانوں سے بیڑا پار ہو جائے

اگر بے پردہ حسن سید ابرار ہو جائے
زمیں سے آسماں تک عالم انوار ہو جائے

نظر آئے جسے حسنِ شہِ کونین میں خامی
الٰہ العالمیں ایسی نظر بے کار ہو جائے

عطا فرمایئے آنکھوں کو میری ایسی بینائی
نظر جس سمت اٹھے آپ کا دیدار ہو جائے

اگر عکس رخ سرکار کی ہو جلوہ آرائی
مرے دل کا سیہ خانہ تجلی زار ہو جائے

سکوں پرور ہیں لمحے ذکر آقائے دو عالم کے
خدایا زندگی وقفِ غمِ سرکار ہو جائے

تمہارا نام لیوا ہے گدائے بینوا تحسیںؔ
کرم کی اک نظر اس پر بھی اے سرکار ہو جائے

❁ ❁ ❁

وہ یوں تشریف لائے ہم گنہ گاروں کے جھرمٹ میں
مسیحا جیسے آ جاتا ہے بیماروں کے جھرمٹ میں

مدد فرمایئے آقا پریشاں حال امت کی
کہ شورِ المدد برپا ہے بے چاروں کے جھرمٹ میں

لرز جاتی ہے ہر موجِ بلا سے آج وہ کشتی
رہا کرتی تھی جو خنداں کبھی دھاروں کے جھرمٹ میں

تلاشِ جذبۂ ایماں عبث ہے کینہ کاروں میں
وفا کی جستجو اور ان جفا کاروں کے جھرمٹ میں

حسین ابن علی کی آج بھی ہم کو ضرورت ہے
گھرا ہے آج بھی اسلام خوں خواروں کے جھرمٹ میں

انہیں کا عکسِ رخ جلوہ فگن ہے ورنہ اے تحسیںؔ
چمک ایسی کہاں سے آ گئی تاروں کے جھرمٹ میں

❁ ❁ ❁

رکتا نہیں ہرگز وہ ادھر باغِ ارم سے
وابستہ جو ہو آپ کے دامانِ کرم سے

للہ کرم کیجئے سرکارِ مدینہ
دل ڈوب رہا ہے مرا فرقت کے الم سے

آلام زمانہ کا بھلا اس میں گزر کیا
آباد ہے جو دل شہ خوباں کے الم سے

لب پر ہو درود اور ہوں گنبد پہ نگاہیں
ایسے میں بلاوا مرا آ جائے عدم سے

منظور نہیں ہے کہ وہ پامال جبیں ہو
یوں سجدہ کرایا نہ درِ پاک پہ ہم سے

دیدار کی امید نہ ہوتی جو سر حشر
بیدار نہ ہوتے کبھی ہم خواب عدم سے

بیٹھے ہیں یہاں چھوڑ کے نیرنگیٔ عالم
ہم کو نہ اٹھا حشر در شاہ اُمم سے

دیکھو مری آنکھوں سے در شاہ اُمم کو
آتی ہے صدا یہ در و دیوار حرم سے

یا رب دلِ تحسینؔ کی بھی بر آئے تمنا
آ جائے بلاوا درِ سرکارِ کرم سے

٭ ٭ ٭

طرب انگیز ہے راحت فزا ہے کیف ساماں ہے
یہ کوئی گلستاں ہے یا مدینہ کا بیاباں ہے

مری جانب نگاہِ لطفِ سردار رسولاں ہے
مقدر پر میں نازاں ہوں مقدر مجھ پہ نازاں ہے

یہ مانا باغ رضواں روح پرور کیف ساماں ہے
مدینہ کا گلستاں پھر مدینہ کا گلستاں ہے
مجھے دنیا میں کوئی غم نہ عقبیٰ میں پریشانی
یہاں بھی ان کا داماں ہے وہاں بھی ان کا داماں ہے
نبی کی یاد ہے کافی سہارا دونوں عالم میں
یہاں وجہ سکون دل وہاں بخشش کا ساماں ہے
مجھے پروا نہیں موجیں اٹھیں طوفان آ جائے
نگہبان دو عالم میری کشتی کا نگہباں ہے
نبیوں میں کچھ ایسی شان ہے سرکار والا کی
کہ اگلے انبیاء کو امتی بننے کا ارماں ہے
جو ان کے ہیں انہیں نار جہنم چھو نہیں سکتی
خدا کے خاص بندوں پر خدا کا خاص احساں ہے
نہیں فعل عبث سرکار طیبہ کی ثنا خوانی
جو وہ تحسین فرما دیں تو یہ بخشش کا ساماں ہے

❁ ❁ ❁

یاد سرکار طیبہ جو آئی — مل گئی دل کو غم سے رہائی
جس نے دیکھا بیابان طیبہ — اس کو رضواں کی جنت نہ بھائی
مجھ کو بے بس نہ سمجھے زمانہ — ان کے در تک ہے میری رسائی
پھر مصائب نے گھیرا ہے مجھ کو — اے غم عشق آقا دہائی
جس نے سمجھا انہیں اپنا جیسا — اس نے ایماں کی دولت گنوائی

منقبت در شان امام عالی مقام رضی اللہ عنہ

خندہ پیشانی سے ہر صدمہ اٹھاتے ہیں حسین
عشق کے آداب دنیا کو سکھاتے ہیں حسین

جب گذرتی ہے کسی دشوار منزل سے حیات
دفعتہً ہر مبتلا کو یاد آتے ہیں حسین

محسن انسانیت ہیں نو نہال مصطفیٰ
ظلم کی ظلمت کو دنیا سے مٹاتے ہیں حسین

خاک میں مل جائے گا اک آن میں تیرا غرور
اے گروہ اشقیاء تشریف لاتے ہیں حسین

کیوں نہ ہوگی ہم گنہگاروں کی بخشش حشر میں
سر ہتھیلی پر لیے تشریف لاتے ہیں حسین

موج کوثر جس پہ قرباں اس مقدس خون سے
داستان عشق کو رنگیں بناتے ہیں حسین

❁ ❁ ❁

خدایا مرادوں سے دامن کو بھر دے — جنون محبت دے ذوق نظر دے
بدل دے نوشتے وہی دور کر دے — علی کی سی ہیبت شکوہ عمر دے
پڑے جو بھی مشکل وہ آسان کر دے — مسلماں کو پھر سے مسلمان کر دے

❁ ❁ ❁

قطعات

لن ترانی نصیب موسیٰ تھی　　ان کو جلوے دکھائے جاتے ہیں
وہ سر طور خود گئے لیکن　　عرش پر یہ بلائے جاتے ہیں

✿ ✿ ✿

رب نے سب کچھ عطا کیا ان کو　　پانے والے انہیں سے پاتے ہیں
حق شناسی ہے فطرت مومن　　جس کا کھاتے ہیں اس کا گاتے ہیں
علم غیب رسول کے منکر　　اک حقیقت کو بھول جاتے ہیں
غیب مانا کہ راز ہے لیکن　　راز اپنوں سے کب چھپاتے ہیں

✿ ✿ ✿

وصال پرملال: ناگ پور سے قریب شہر چندر پور جاتے ہوئے سوء حادثے میں ۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ/ مطابق ۳؍اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارکہ آپ کا وصال پرملال ہوا۔ آپ کی نعش مبارک ناگ پور لائی گئی اور ناگ پور سے بذریعہ طیارہ دہلی اور دہلی سے کار کے ذریعہ بریلی شریف لائی گئی۔

نماز جنازہ: ۱۰؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بروز اتوار بعد نماز ظہر ۲ بج کر ۲۰ منٹ پر اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف میں جانشینِ مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی کی اقتدا میں سات لاکھ افراد نے جنازہ کی نماز ادا کی۔

آخری آرام گاہ: گھر سے متصل پرانا شہر کانکیر ٹولہ، بریلی شریف میں قتیل عشقِ رسالت اور شہیدِ راہِ محبت کا مزار مبارک مرجع خلائق اور فیض بخش خاص وعام ہے۔

گزری وہ زندگی کہ عبادت کہیں جسے
پائی وہ موت تو نے شہادت کہیں جسے

کتابیات

۱۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ۷۰، ڈاکٹر مجم القادری

۲۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ۷۱، ڈاکٹر مجم القادری

۳۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ۷۲، ڈاکٹر مجم القادری

۴۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ۷۳، ڈاکٹر مجم القادری

۵۔ سنی دنیا کا حسن بریلوی نمبر، شمارہ اگست، ص ۷، مولانا شہاب الدین

۶۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ۷۶، ڈاکٹر مجم القادری

۷۔ قاری کا امام احمد رضا نمبر، دہلی، ۱۹۸۹ء اپریل، ص ۴۵۶

۸۔ سیرت اعلیٰ حضرت، ص ۵۶، علامہ حسنین رضا قادری

۹۔ تجلیات رضا کا محدث بریلوی نمبر، ص ۹۴، مولانا حنیف رضوی

۱۰۔ تجلیات رضا کا محدث بریلوی نمبر، ص ۹۶، مولانا حنیف رضوی

۱۱۔ تجلیات رضا کا محدث بریلوی نمبر، ص ۹۶، مولانا حنیف رضوی

۱۲۔ تجلیات رضا کا محدث بریلوی نمبر، ص ۹۷، مولانا حنیف رضوی

۱۳۔ جہان مفتی اعظم ملخصاً، ص ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، رضا اکیڈمی

۱۴۔ جہان مفتی اعظم ملخصاً، ص ۱۰۴، رضا اکیڈمی، ممبئی

۱۵۔ جہان مفتی اعظم ملخصاً، ص ۱۲۶، رضا اکیڈمی

۱۶۔ تذکرہ علمائے اہل سنت، ص ۵۱، ۵۲، ۵۳، مفتی محمود احمد قادری

۱۷۔ تذکرہ علمائے اہل سنت، ص ۹۹، مفتی محمود احمد قادری

۱۸۔ تذکرہ علمائے اہل سنت، ص ۱۰۴، مفتی محمود احمد قادری

۱۹ تجلیات رضا کا محدث بریلوی نمبر، ص ۱۲۰، مولانا حنیف رضوی

۲۰ تذکرۂ علمائے اہل سنت، ص ۲۰۶-۲۰۷، مفتی محمود احمد قادری

۲۱ تجلیات رضا کا محدث بریلوی نمبر، ص ۲۱۹-۲۲۰، مولانا حنیف رضوی

۲۲ تجلیات رضا کا محدث بریلوی نمبر، ص ۱۸۳، مولانا حنیف رضوی

۲۳ تجلیات رضا کا محدث بریلوی نمبر، ص ۲۱۳، مولانا حنیف رضوی

۲۴ تاجدار اہل سنت، ص ۱۰۵، رضا اکیڈمی، ممبئی

۲۵ تاجدار اہل سنت، ص ۱۰۷، رضا اکیڈمی، ممبئی

۲۶ تجلیات کا رضا محدث بریلوی نمبر، ص ۱۷۰، مولانا حنیف رضوی

۲۷ تجلیات کا رضا محدث بریلوی نمبر، ص ۲۲۴، مولانا حنیف رضوی

۲۸ تجلیات کا رضا محدث بریلوی نمبر، ص ۱۳۶-۱۴۷، مولانا حنیف رضوی

۲۹ تجلیات کا رضا محدث بریلوی نمبر، ص ۲۱۳، مولانا حنیف رضوی

۳۰ تجلیات کا رضا محدث بریلوی نمبر، ص ۱۸۶، مولانا حنیف رضوی

۳۱ تجلیات کا رضا محدث بریلوی نمبر، ص ۴۵۳، مولانا حنیف رضوی

۳۲ ماہنامہ سنی دنیا، جولائی ۲۰۰۹، ص ۲۲، مولانا یونس رضا

۳۳ تجلیات کا رضا محدث بریلوی نمبر، ص ۴۶۲، مولانا محمد حنیف رضوی

۳۴ ماہنامہ سنی دنیا، ستمبر ۲۰۰۷، ص ۲۳، مولانا یونس رضا

۳۵ تجلیات کا رضا محدث بریلوی نمبر، ص ۳۴۵، مولانا محمد حنیف رضوی

۳۶ تجلیات کا رضا محدث بریلوی نمبر، ص ۳۴۵، مولانا محمد حنیف رضوی

۳۷ ماہنامہ کنز الایمان، اکتوبر ۲۰۰۷، مولانا ظفر الدین برکاتی

۳۸ تجلیات کا رضا محدث بریلوی نمبر، ص ۲۶، مولانا حنیف رضوی

۳۹؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۲۷، مولانا محمد حنیف رضوی

۴۰؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۳۰، مولانا محمد حنیف رضوی

۴۱؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۳۱، مولانا محمد حنیف رضوی

۴۲؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۳۵، مولانا محمد حنیف رضوی

۴۳؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۳۷، مولانا محمد حنیف رضوی

۴۴؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۳۸، مولانا محمد حنیف رضوی

۴۵؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۴۰، مولانا محمد حنیف رضوی

۴۶؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۴۱، مولانا محمد حنیف رضوی

۴۷؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۴۲، مولانا محمد حنیف رضوی

۴۸؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۱۹۷، مولانا محمد حنیف رضوی

۴۹؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۲۴۷، مولانا محمد حنیف رضوی

۵۰؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۳۸۱-۳۸۲، مولانا محمد حنیف رضوی

۵۱؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۳۰۳، مولانا محمد حنیف رضوی

۵۲؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۲۴۲، مولانا محمد حنیف رضوی

۵۳؎ تجلیات کارضا محدث بریلوی نمبر،ص ۴۹۹، مولانا محمد حنیف رضوی

مرتب اپنی تالیفات کے آئینے میں

۱۔ امام احمد رضا اور اصلاحِ معاشرہ

۲۔ انوارِ رضا کی

۳۔ مظہرِ مفتیٔ اعظم ــــ عکس و شخص

۴۔ طلعتِ افکار

۵۔ زمزمۂ عشق

۶۔ مفتیٔ اعظم اور اُن کا تقویٰ

۷۔ معارفِ محسنِ ملّت

۸۔ مناقبِ محسنِ ملّت

۹۔ محسنِ ملّت اربابِ علم و دانش کی نظر میں

۱۰۔ ملک العلماء ــــ امام احمد رضا کے ایک جانباز سپاہی

مرتب اپنے بزرگوں کی نوازشات کے آئینے میں

نصیر ملت حضرت علامہ محمد نصیر الدین صاحب قبلہ عزیزی، **پروفیسر معقولات الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یو. پی**

حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب مصباحی بلند پایہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ جماعت اہل سنت کے عظیم مفکر، بہترین ادیب اور قلم کار بھی ہیں۔ ملک کے بہت سے رسائل و جرائد ان کے علمی، فکری اور ادبی مضامین سے مزین ہوتے رہتے ہیں۔

رئیس التحریر حضرت علامہ وارث جمال قادری، **جنرل سکریٹری آل انڈیا تبلیغ سیرت ممبئی**

مولانا محمد قمر الزماں مصباحی ایک صالح، سعادت مند، جواں فکر اور نوجوان عالم دین ہیں اور نہایت متحرک وفعال بھی، ابتدا سے ہی قلم سے وابستگی اور کچھ کر گزرنے کی تڑپ ہے **اللّٰھم زد فزد۔**

لسان العصر حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، **بنگلور (کرناٹک)**

فاضل گرامی مولانا محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری بے باک مقرر، نکتہ رس مدرس، جواں فکر ادیب اور ابھرتے ہوئے نوجوان، سنجیدہ اور متین عالم دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عمر خضری، علم رضوی اور بخت سکندری عطا فرمائے۔ آمین۔

ادیب شہیر حضرت علامہ عبد المبین نعمانی قادری **المجمع الاسلامی، مبارک پور**

مولانا محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری زید مجدہ ایک اچھے ادیب ہیں۔ مضمون جس عنوان کا ہو مولانا کا قلم اپنے مخصوص انداز کے گل بوٹے ضرور کھلاتا ہے۔ بعض لوگوں کی تحریروں کو پڑھتے تو جی اکتا جاتا ہے اور مضمون ختم کرنا مشکل ہوتا ہے، لیکن مولانا محمد قمر الزماں مصباحی کے قلم اور انداز نگارش کی یہ خصوصیت ہے کہ قاری کے اندر اکتاہٹ نہیں پیدا ہوتی۔

مولانا نے سوانحی خاکے بھی لکھے اور ادبی مضامین بھی قلم بند کئے ہیں، فکری و داعیانہ انداز کو بھی اختیار کیا ہے اور اصلاحی مواد بھی آپ کے قلم کے شاہکار ہوئے ہیں۔

MADARSA ATA-E-MUSTAFA
Basna, Chhatisgarh
Mob.: 09425228505